REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ٭ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹ — شمارہ ۱۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبد الحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۶۰ روپے، ششماہی ۳۰ روپے، ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے، فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

۱۲ شوال ۱۴۱۰ ہجری ۔ ۱۷ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۔ ۱۷ مئی ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

محترم چوہدری شاہنواز صاحب رحلت فرما گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ محترم چوہدری شاہنواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیّر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ و طباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر کو خطاب فرماتے ہوئے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا:-

"روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمۂ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے۔ اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ و نظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی ...... ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کر دوں گا۔" (الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء)

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقعہ پر بھی فرمایا:-

"مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کو رشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔"

حضور نے مزید فرمایا:-

"جاپانی (زبان) کے متعلق چوہدری شاہنواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔"

(ضمیمہ خالد اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۶ کالم ۲)

محترم چوہدری شاہنواز صاحب چہور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ پاکستان کے نمایاں صنعت کاروں میں سے تھے۔ آپ نے جو نہایت کامیاب تجارتی ادارے قائم کئے ان میں شاہنواز لمیٹڈ، شیزان انٹرنیشنل، شاہ تاج شوگر ملز اور شاہنواز ٹیکسٹائل ملز شامل ہیں۔ آپ نے اپنی یادگار دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ آپ کے بیٹوں کے اسماء گرامی مکرم چوہدری محمود نواز اور مکرم چوہدری منیر نواز صاحب ہیں۔

محترم چوہدری صاحب موصوف قیام پاکستان سے قبل مال روڈ لاہور کے تاجروں کی انجمن کے بھی صدر رہے تھے۔ آپ کی رہائش برطانیہ اور پاکستان میں تھی۔ کچھ ماہ برطانیہ میں کچھ عرصہ پاکستان میں گزارا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم چوہدری شاہنواز صاحب کو اپنے قرب میں اعلیٰ درجات سے نوازے اور آپ کے مقام قرب کو ہر لحظہ اور ہر آن بڑھاتا رہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

محترم چوہدری شاہنواز صاحب کو قطعہ خاص میں دفن کیا گیا

نمائندگان مشاورت و اہل ربوہ کی بڑی تعداد نے جنازہ اور تدفین میں شرکت کی

محترم چوہدری شاہنواز صاحب کی نماز جنازہ ۲۵ مارچ ۱۹۹۰ء کو بیت المبارک میں نماز عصر کے بعد ادا کی گئی۔ نماز جنازہ رفیق حضرت بانی سلسلہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے پڑھائی۔ اس روز مجلس مشاورت کا آخری دن تھا۔ لہذا نمائندگان مجلس مشاورت بھی کثرت سے نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کی اجازت سے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کو قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔ تدفین مکمل ہونے کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دعا کرائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ محترم چوہدری صاحب کے جنازہ میں شرکت کے لئے دور و نزدیک سے کئی احباب جماعت شامل ہوئے۔ ناظر صاحبان و وکلاء کے علاوہ نمائندگان مجلس مشاورت اور دیگر احباب نے بھی تدفین میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم چوہدری شاہنواز صاحب کو اپنے فضل و رحم سے نوازے، جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اپنے درجات قرب میں ہر لحظہ بڑھاتا رہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹ اپریل ۱۹۹۰ء)

نماز جنازہ غائب

حضور انور نے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھنے سے قبل تعارف کراتے ہوئے فرمایا:-

"اور آپ کی جماعت میں ایک ابھی تازہ حادثہ ہوا ہے یعنی چوہدری شاہنواز صاحب کے وصال کی اطلاع لاہور سے ملی ہے۔ یہ جماعت لندن کے ایک بہت ہی مخلص اور فدائی ممبر تھے۔ اور جب سے میں یہاں آیا ہوں میں نے ان کو نصرت کے میدانوں میں ہمیشہ صف اوّل میں دیکھا ہے۔ جب بھی کوئی تحریک ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر انہوں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ اس رنگ میں کہ اپنے خاندان کو اپنے طور پر حصہ لینے کی تحریک دلائی اور ایک ہی تحریک میں دونوں الگ الگ حصہ لیتے رہے۔ چوہدری شاہنواز صاحب اپنے طور پر اور ان کے بچے، بہوئیں، بیٹیاں اور داماد وغیرہ یہ سارے اپنے طور پر اکٹھا حصہ لیتے رہے۔

ان کا مجھ سے تعلق رفتہ رفتہ بڑھا ہے۔ پہلے میں ان سے بہت زیادہ متعارف نہیں تھا۔ لیکن شروع میں جب خلافت کے بعد انہوں نے مجھ سے گہرا رابطہ قائم کیا تو حجاب کے طور پر یہ اس طرح اپنا تعارف کرایا کرتے تھے کہ میں خود تو شاید خلافت سے تعلق میں اتنا مرتبہ نہیں رکھتا ہوں لیکن میری بیوی آپ کی پکی مریدنی ہے۔ پس وہ ہمیشہ آپا مجیدہ کا تعارف آپ کی مریدنی کے طور پر کرا کر پھر اس رشتے سے تعلق میں داخل ہوتے تھے۔ اور پھر رفتہ رفتہ خدا کے فضل سے یہ تعلق اتنا بڑھا کہ پھر ایک دفعہ میں نے ان کو کہا کہ اب آپ کی مریدنی کی ضرورت نہیں رہی۔ اب تو آپ خود مرید ہو چکے ہیں۔ تو چہرے پر بہت ہی بشاشت کی مسکراہٹ آئی اور اس کے بعد پھر انہوں نے وہ ذکر ضروری نہیں سمجھا (تو ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں)۔ ان کی اولاد بھی خدا کے فضل سے بڑی مخلص، فدائی اور منکسر مزاج ہے۔ یہ بڑی خوبی ہے اس خاندان میں اور بڑا وسیع احسان کرنے والے تھے یہ۔ جماعت ہی کی خدمت نہیں بلکہ غرباء، دوسرے خاندانوں پر، عزیزوں اور رشتے داروں کے علاوہ بھی بڑا وسیع احسان کا ان کا دائرہ تھا اور جو اصل خوبی کی بات جس سے میں بہت متاثر ہوا کرتا تھا وہ یہ تھی کہ محض روپے پیسے سے مدد نہیں کرتے تھے بلکہ اقتصادی طور پر خاندانوں کو قائم کرتے تھے۔ اور ایسے بہت سے خاندان ہیں جن کی اقتصادی تعمیر میں انہوں نے حصہ لیا ہے۔ وہ ... پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ باعزت روزی کمائی اور بڑے بڑے خدا کے فضل سے صاحب ثروت بن گئے۔ تو ان سب کے لئے جو اپنے اپنے رنگ میں احمدیت کے پھول ہیں۔ کسی کا رنگ کچھ کسی کا ... ان سب کو نماز جنازہ میں خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔"

(ہفت روزہ "بدر" قادیان ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء)

... احمد حافظ آبادی ... پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ صدر انجمن احمدیہ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ ہجرت ۱۳۶۹ ہش

ماہنامہ "خاتونِ مشرق" دِلّی اور مُسلم پرسنل لاء

مُسلم پرسنل لاء اور آپ کے مسائل کے عنوان سے "خاتونِ مشرق" دِلّی نے سوال وجواب کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جس میں مسلم پرسنل لاء (اُردو) کے مؤلف جناب ایم شفیق انصاری صاحب ایڈووکیٹ اعزازی طور پر مجیب کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس میں تمام جوابات مُسلم پرسنل لاء کے حوالے سے دیئے جاتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے متعلق بھی اسی انداز سے انصاری صاحب نے ایک جواب پیش کیا ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ درجِ ذیل ہے:۔

" این خاتون کانپور (مسلمان کون)

س۔ میرے شوہر احمدی (قادیانی) ہو گئے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں اُن کے ساتھ بحیثیت زوجہ رہ سکتی ہوں؟ میرا نکاح تو فسخ نہیں ہو گیا؟

ج۔ ہندوستان کے کچھ علماء نے قادیانیوں کے خلاف فتاوٰی دے کر ان کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے البتہ ہندوستان کی کسی عدالت نے ابھی ایسا کوئی فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ مسلم قانون میں "مسلمان" کی تعریف بیان کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱)۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے اور وہ ایک ہے۔

(۲)۔ یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں۔ مسلمان کہلاتا ہے۔

اگر آپ کے شوہر اپنے عقائد کے اعتبار سے مندرجہ بالا تعریف پر پُورے اترتے ہیں تو ان کے مسلمان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اور آپ حسبِ سابق ان کی زوجیت میں رہ سکتی ہیں۔

حوالہ جات:۔ مسلم پرسنل لاء جلد اوّل دفعہ ۷۔ مسلم پرسنل لاء جلد سوم دفعہ ۲۰۴

اقبال علی بنام مسماۃ حلیمہ (۱۹۳۹ء) الٰہ آباد ــــ ۲۹۶"

("خاتونِ مشرق" دِلّی بابت ماہ جنوری ۱۹۹۰ء صفحہ ۵۷)

اس تحریر میں کلمۂ شہادت کا مفہوم پیش کر کے اس کے اقرار کو ہی مسلمان قرار دیا گیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد چونکہ ہر ظلم کو برداشت کر کے بھی کلمۂ طیبہ کا اقرار کرتا ہے جیسا کہ پاکستان میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لہٰذا مُسلم پرسنل لاء کے مطابق ہر احمدی بدرجہ اَولیٰ مسلمان کی تعریف میں آتا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس کی روشنی میں ہمارا یہ اداریہ تین نکات پر مبنی ہے۔ (۱) کلمۂ طیبہ کے اقرار پر والہانہ قربانیاں۔ (۲) مُسلم پرسنل لاء اور علماء بھارت و پاکستان۔ (۳) ایک پُر شوکت حلفیہ بیان۔

کلمۂ طیبہ کے اقرار پر والہانہ قربانیاں

مسلم پرسنل لاء میں تو کلمۂ طیبہ کے اقرار کو مُسلمان کی تعریف بتایا گیا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں پاکستانی آمر ضیاء الحق کے آرڈیننس کے مطابق اسی کلمۂ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اقرار پر، اس کا وِرد کرنے، اس کا بیج سینے پر لگانے اور اسے احمدیہ مساجد پر کندہ کرنے اور اذان دینے کو قابلِ سزا جُرم قرار دے کر عملاً سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔ اور بالکل اسی طرح کے مظالم پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر ڈھائے جا رہے ہیں جس قسم کے مظالم حضرت اقدس محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام پر کلمۂ شہادت کی وجہ سے ڈھائے جاتے تھے!

پاکستان کے احمدی جانی، مالی اور جائیدادوں کی قربانیاں پیش کر کے یہ مظالم برداشت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہر احمدی بدرجہ اَولیٰ مسلمان ثابت ہُوا۔ اس کے مقابل پر بہتّر فرقوں سے تعلق رکھنے والے بعض مسلمان علماء ضیاء الحق کے چیلے کلمۂ طیبہ کو برملا مٹا رہے ہیں۔ اس کی توہین کر رہے ہیں۔ اس پر سیاہی پھیر رہے ہیں۔ صرف اس لیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمدیوں نے لکھا ہے اور اس طرح پاکستان میں ایک معرکۂ کربلا برپا کر رکھا ہے۔ ؎

زندگی کیسے دیوانو! سُوئے کربلا دیکھو ؛ عشق کس سلیقے سے زندگی میں ڈھلتا ہے

مُسلم پرسنل لاء

اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ بھارت میں مسلم پرسنل لاء کے مطابق مخالف علماء کے نزدیک کلمۂ طیبہ کا اقرار کرتے احمدی مسلمان ثابت ہوتے ہیں۔ اور پاکستان میں انہی علماء کے ہم مسلک علماء کے نزدیک اسی کلمۂ طیبہ کا اقرار کر کے "غیر مسلم" ثابت ہوتے ہیں۔ گویا ان بدقسمت علماء نے اسلام کو موم کی ناک بنا رکھا ہے۔ جس کا رُخ اگر بھارت میں مغرب کی جانب ہے تو پاکستان میں مشرق کی جانب ہے۔ جو زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ ان مخالفینِ احمدیت علماء کے رگ وپے سے اسلامی نور نکل چکا ہے۔ اور یہ لوگ محض اسلام کے لیبل تک محدود ہو چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہی علماء ہر آڑے وقت میں بھارت میں مُسلم پرسنل لاء کی عظمت کا واویلا مچاتے ہیں اور انہی کے ہم مسلک علماء پاکستان میں مباہلہ کے نتیجہ میں عبرتناک طور پر ہلاک ہونے والے ضیاء الحق کے آرڈیننس کی آڑ میں مُسلم پرسنل لاء کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ ؎

[illegible]

[illegible]

یہ تمام بدقسمت علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہی کلمۂ طیبہ اسلام کی بنیاد ہے۔ اسلام کی رُوحِ رواں ہے۔ اسے نکال دیا جائے تو اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ بلکہ پُوری کائنات بکھر کر رہ جائے گی۔ (لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ) اور یہی وہ کلمۂ طیبہ ہے جس کو پڑھ کر یہ بدقسمت علماء خود بھی مُسلمان کہلاتے ہیں۔ افسوس۔ ؎

وہ ہے جوشِ جہالت خُوب، دکھلاتے ہیں رنگ
کُفر کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار!! (دُرِّ ثمین)

ایسے ماحول میں خاتونِ مشرق اور بالخصوص جناب انصاری صاحب کا جرأت مندانہ اظہارِ حقیقت قابلِ ستائش اور قابلِ شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک پُر شوکت حلفیہ بیان

جماعتِ احمدیہ جس یقین و فدائیت کے ساتھ صداقتِ اسلام اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہے اس پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا ایک والہانہ حلفیہ بیان ملاحظہ فرمائیے:۔

" مَیں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہُوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآنِ کریم کے پاک حُروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور اس کے رسول کے خلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے یہ خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پُوچھا جائے گا۔" (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

اس حلفیہ بیان پر تقریباً ایک سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں مجھے عرض کرنا ہیں:۔

(۱)۔ مقولہ حکمت ہے کہ تفسیر القول بما لا یرضٰی بہ قائلہٗ باطل۔ کہ کسی بات کی ایسی تفسیر کرنا جو کہنے والے کی مرضی کے خلاف ہو باطل ہوتی ہے۔ لہٰذا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس واضح حلفیہ بیان کے باوجود جماعتِ احمدیہ کو "غیر مسلم" یا ختمِ نبوت کا منکر قرار دینا کھُلی کھُلی باطل پرستی ہے۔

یہ عقلِ عامہ کا بھی مسئلہ ہے کہ اگر کسی قائل کی بات کو من مانے معنے پہنا کر اعتراض کیا جائے تو اس سے فتنے تو پیدا ہو سکتے ہیں کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ مسائل تب حل ہوتے ہیں جب کسی عبارت کو وہ معنی پہنائے جائیں جو قائل کے منشاء کے مطابق ہوں۔ اس کے بعد اعتراض کیا جائے۔ اگر مخالف علماء یہ ایک نکتۂ حکمت سمجھ جائیں تو احمدیت پر کیئے جانے والے تمام اعتراضات باطل ثابت ہو جاتے ہیں ؏ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیئے

(۲)۔ دوسری بات یہ ہے کہ "خاتونِ مشرق" اور جناب انصاری صاحب کو مخالف علماء سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ اے خدا کے بندو! خوابِ غفلت سے جاگو اور سوچو!! اور اپنے ضمیر کو بیدار کرو اور بتاؤ ـــ کہ جھُوٹی قسم کھانے والے تو ہمیشہ تباہ و برباد ہُوا کرتے ہیں۔ لیکن اس حلفیہ بیان پر ایک سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ ۱۲۰ ممالک میں جماعتِ احمدیہ بڑی عزّت و عظمت کے ساتھ قائم ہو چکی ہے اور گزشتہ سال تو ترقی کے پیمانے ہی بدل چکے ہیں۔ ایک لاکھ آٹھ ہزار سے بھی زیادہ بیعتیں ہُوئیں۔ نام نہاد ختم نبوّت کے علماء نے دعویٰ کیا تھا کہ اس میں سے چالیس ہزار احمدیوں کو وہ واپس اپنے عقیدہ پر لے آئے ہیں۔ اس جھوٹ کا اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ جواب دیا کہ وہاں چالیس ہزار ملک مالی کے احمدی اپنے عہدِ بیعت پر قائم ہیں اور ترقی کر رہے ہیں اور مزید گیارہ ہزار افراد اسی جگہ احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآنِ کریم کے تراجم، قرآنِ کریم اور احادیث نبویؐ کے منتخبات کے تراجم مختلف زبانوں میں جماعتِ احمدیہ اس بہتات کے ساتھ گزشتہ سال کر چکی ہے کہ اس کی نظیر بہتّر فرقوں سے تعلق رکھنے والے یہ علماء مجموعی طور پر بھی پیش ہی نہیں کر سکتے۔ کیا کسی جھُوٹے مدّعی کی ایسی نظیر تاریخِ انسانی سے پیش کی جا سکتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! بالکل نہیں!!! ؎

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دِل بیتاب ہے (دُرِّ ثمین)

عبدالحق فضل

خطبۃ جمعۃ المبارک

یہ وہ جمعہ ہے جس کا خطبہ اس وقت فرینکفورٹ اور میونخ میں بھی سنا جا رہا ہے اب خدا تعالیٰ نے دیکھیں نئے نئے ایسے آلات مہیا فرما دیئے ہیں کہ نئے نئے سائنس کے انکشافات ایسے ہو چکے ہیں جن کے نتیجے میں انسانی آواز کی پہنچ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے پس وہ بھی ہمارے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منتظمین کو جزاء دے جن کی کوششوں کے ذریعے یہ آواز براہ راست دوسرے ملکوں کے لوگ سن سکتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ ر شہادت (اپریل) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر PS لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

علامہ اقبال نے ایک دفعہ اپنی ایک نظم میں خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ عرض کیا:

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

یہ وہی لقاء کا مضمون ہے جو پچھلے دو خطبوں میں میں بیان کرتا رہا ہوں لیکن ایک ایسی آنکھ نے لقاء کے مضمون کو دیکھنے کی کوشش کی جو عرفان سے عاری تھی۔ چنانچہ اسی مضمون کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک جوابی نظم میں بیان فرمایا۔ علامہ اقبال نے تو یہ کہا تھا کہ

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

کیوں نظر نہیں آتی۔ کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں۔ اتنے سجدے میں نے تیرے حضور تیری لقاء کی خاطر کیئے کہ گویا وہ سجدے آج بھی میری اس جبینِ نیاز میں تڑپ رہے ہیں جو میں زمین سے تیرے حضور رگڑ تا رہا ہوں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے جواباً جو نظم لکھی، میں اس کے چند شعر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے

تجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو، یہ تری نظر کا قصور ہے
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں، مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں
مجھے دیکھ عجزِ فقیر میں، مجھے دیکھ شوکتِ شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ روئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدا میں سن کبھی دیکھ گل کے نکھار میں
مری ایک شان خزاں میں ہے مری ایک شان بہار میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں
مرا نور شکلِ ہلال میں مرا حسن بدرِ کمال میں
کبھی دیکھ طرزِ جمال میں کبھی دیکھ شانِ جلال میں
رگِ جاں سے ہوں میں قریب تر ترا دل ہے کس کے خیال میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

یہ نظارہ جو آپ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے کلام میں دیکھا ہے۔ یہ عارفانہ ہونے کے باوجود لقاء کا وہ نظارہ ہے جو ابھی سطح سے تعلق رکھتا ہے۔ آفاقی نظر ہے اس میں گہرائی بھی ہے۔ ہر سطح سے گویا وہ شیشے کی سطح ہے۔ نظر لوٹ کر واپس آنے کی بجائے خدا کی جانب اٹھتی ہے۔ جیسے بعض دفعہ زاویوں سے شیشے کو دیکھا جائے تو اپنا وجود دکھائی دینے کی بجائے دوسرا مقابل اس زاویئے پر کھڑا ہوا ایک اور وجود دکھائی دیتا ہے۔ لیکن خدا کو دیکھنے کی ایک اور نظر ہے جو خدا کی ذات کے اندرونی مشاہدے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں بھی ایک ظاہری نظر ہے یعنی ظاہری تو نہیں کہنا چاہیئے، وہ عرفان کی نظر ہی ہوا کرتی ہے لیکن نسبتاً سطح سے تعلق رکھنے والی۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبے میں بیان کیا تھا۔ سائنس دانوں نے جو کائنات کا مطالعہ کیا ہے۔ اگر سائنس دان کی نظر سے آفاقی مطالعہ کیا جائے یا اندرون کا، اپنی ذات کا مطالعہ کیا جائے تو ہر مطالعہ خدا تعالیٰ کی طرف لیکر جائے گا۔ اور انسان یوں لگتا ہے جیسے ایک آئینہ خانے میں چلا گیا ہے۔ آئینہ خانے میں تو ایسا نظارہ ہوتا ہے کہ جدھر دیکھے انسان۔ اُدھر اپنے آپ کو خود ہی دکھائی دیتا ہے۔ یعنی اپنی صورت ہی دکھائی دیتی ہے۔ مگر

عرفان کا یہ آئینہ خانہ وہ ہے جس میں ہر طرف خدا دکھائی

دینے لگتا ہے۔ لیکن یہ نظارہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی نسبتاً سطحی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون ہمارے سامنے رکھا ——

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ——

(سورۃ العنکبوت: آیت ۷۰)

وہ لوگ جو میری خاطر جہد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں، جو میری ذات کی تلاش میں رہتے ہیں ـــ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ ہم ہیں جو اپنی راہیں ان کو دکھاتے ہیں، پس محض جہد سے جو نظارے دکھائی دیتے ہیں ان سے لقاء نہیں کہا جا سکتا۔ لقاء کے لیئے اپنے محبوب کا خود جھک

کہ ہاتھ پکڑنا ضروری ہے ورنہ دور کے نظارے سے تو بعض دفعہ دل کی پیاس بجھانے کی بجائے اور بھڑکا دیا کرتے ہیں۔ پس لقاء سے مراد نظارہ نہیں ہے۔ لقاء سے مراد تعلق ہے۔ پیار اور محبت کا وہ تعلق جو پہلی لقاء جو نظارے کی لقاء ہے اس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے اور اس پہلو سے خدا تعالیٰ کا نظارہ اپنے وجود میں انسان دیکھ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی دیکھ سکتا۔ یہ اور طرح کا نظارہ ہے جس کو میں مختصر کرنے کی کوشش کروں گا مگر نسبتاً تفصیل سے بھی بیان کروں گا۔

جہاں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مجھ تک پہنچنے کی بہت سی راہیں ہیں اور پھر میں مدد کرتا ہوں تم اپنی کوشش سے ان راہوں کے ذریعے مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہاں اپنے ملنے کی ایک راہ بھی بیان فرمائی اور اس کا نام صراط مستقیم رکھا۔ چنانچہ جہاں فرمایا۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ ہم اپنی راہوں کی طرف ان کو ہدایت دیتے ہیں۔ وہاں یہ دعا سکھلادی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ — کہ اے خدا ہمیں صراط مستقیم کی راہ دکھا۔ صراط مستقیم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (سورۃ ہود آیت ۵۷) کہ اے نبی! اعلان کر دے کہ میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔ پس اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اِھْدِنَا کی دعا کا مفہوم زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھنے کی انسان میں اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت سے مفسرین نے اس بات پر بحث چھیڑی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں یہ جو فرمایا گیا کہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ جب صراط مستقیم حاصل ہو گئی تو پھر یہ دعا مانگتے رہنے کا کیا مطلب ہے اور اس کے بہت سے معانی بیان فرمائے گئے ہیں جو درست ہیں۔ اور مختلف زاویوں سے درست ہیں لیکن حقیقی معنی یہ ہے کہ صراط مستقیم خدا کی ذات کا وجود ہے اور خدا کی ذات جس راہ پر کھڑی ہے وہ لامتناہی راہ ہے اور خدا کی ذات میں سفر لامتناہی ہے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا معنی یہ ہو گا کہ اے خدا جس راہ کے متعلق تو نے فرمایا ہے کہ اے نبی! اعلان کر کہ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ میرا رب صراط مستقیم پر کھڑا ہے۔ اس راہ پر ہدایت اس طرح دے کہ ہم ہمیشہ اسی راہ پر چلتے رہیں اور اسی راہ پر ہمیشہ تیرے وجود کے اندر آگے بڑھتے رہیں اور تیری ذات سے زیادہ متعارف ہوتے چلے جائیں۔ یہ درحقیقت وہ لقاء ہے جو خدا کی مدد سے ملتی ہے اور ملنے کے بعد پھر جاری رہتی ہے اور یہ مضمون پھر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا کے ملنے کی بہت سی راہیں ہیں لیکن ان راہوں کی تفاصیل بیان کرنے کا یہاں وقت نہیں۔ ان میں سے آج کے مضمون کے لئے میں نے ایک راہ اختیار کی ہے اور

وہ عجز کی راہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر اپنے منظوم کلام میں بھی بہت پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور اپنے نثر کے کلام میں بھی بہت ہی پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولا اسی میں ہے

پھر فرماتے ہیں ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

پس سب سے زیادہ قریب راہ اور آسان بھی اور مشکل بھی عجز کی راہ ہے اپنے آپ کو گرا دینا آسان ہے۔ اس لئے میں نے اسے آسان راہ کہا لیکن جب تکبر کے ڈنڈے کے سہارے انسان کا پھولا ہوا خیمہ کھڑا ہوا ہو تو جب تک وہ ڈنڈا نہ توڑے جائیں اس خیمے کا گرنا آسان نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے ایک پہلو سے یہ راہ آسان ہے اور ایک پہلو سے مشکل ہے لیکن جہاں تک خدا کی لقاء کا تعلق ہے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ عجز کے بغیر خدا تعالیٰ کی لقاء ممکن نہیں ہے اور عجز انسان کو مختلف پہلوؤں سے نصیب ہوتا ہے اور اس مضمون پر بھی اگر آپ غور کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ بڑے بڑے عاجز بندے بھی جو حقیقتاً عجز کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے ہیں، بہت سے پہلوؤں سے عجز سے عاری ہوا کرتے ہیں اس لئے اس مضمون کو بڑا گہرائی سے سمجھنا چاہیئے۔ عجز کیا ہے اور کیسے نصیب ہوتا ہے؟ اور اس کے برعکس تکبر کیا ہے اور تکبر سے بچنے کے کیا طریق ہیں؟ ان کو اگر آپ خوب اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کی ایک راہ آسان تر ہو جائے گی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آسان ہونے کے باوجود پھر بھی جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں ہو گا۔ اس وقت تک آپ اس راہ میں آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ اور یہ بھی عجز سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ وہ دعا مقبول ہوتی ہے جو عجز کے آخری مقام پر ہو اور اس دعا کا مقبول ہونا ایک ایسی حقیقت بن جاتا ہے جو سورج سے زیادہ بڑھ کر روشن ہوتی ہے۔ پس سجدے کی دعاؤں کے متعلق جو آپ سنتے ہیں کہ سجدے میں دعائیں مانگی جائیں تو وہ زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ اس سے مراد صرف یہ نہیں کہ سجدے کی حالت میں جو جسم کی حالت ہوتی ہے جو دعا مانگی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کھڑے کھڑے روح بھی سجدہ ریز ہو جایا کرتی ہیں بعض دفعہ کھڑے کھڑے انسانی فکر ایسی عاجزی اختیار کرتا ہے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ وہ خدا کے حضور کلیتہً مٹ جاتا ہے۔ وہ سجدہ ہے جس سجدے کی دعائیں مقبول ہوا کرتی ہیں کیونکہ

وہ سجدہ حقیقی عجز سے تعلق رکھتا ہے

انسان میں جو عجز ہے وہ اس کے اندرونی رجحان سے تعلق رکھتا ہے اور محض اپنے آپ کو واقعتہً کمزور سمجھنا کسی بڑی طاقت کے مقابل پر، یہ عجز نہیں ہے۔ پہاڑ کے دامن میں کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی چلا جائے، کیسا ہی متکبر کیوں نہ ہو۔ اگر ایک عظیم پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو گا تو اس کو ایک عجز کا احساس ہو گا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ یہ بلندیاں اور یہ حجم اور یہ وزن اور یہ طاقت ایسی غالب ہیں کہ اس کے مقابل پر اس کی کوئی حیثیت نہیں لیکن یہ حقیقی عجز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان وہاں عجز کا احساس کرتے ہوئے جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر وہی سارے عالم کا نظارہ کرتا ہے تو اس کا دل تکبر سے بھر جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ دیکھو! میں کتنا بلند ہوں۔ ہر دوسری چیز میرے سامنے حقیر اور ادنیٰ اور چھوٹی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ایک اور شخص جس کے دل میں عجز ہے جس کا رجحان عاجزانہ ہے وہ پہاڑ کے نیچے بھی عاجز رہے گا اور پہاڑ کے اوپر بھی عاجز رہے گا دنیا کی کوئی کیفیت بھی اسکے عاجزانہ رجحان کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ وہ عجز ہے جو عارف باللہ کا عجز ہے جس کے بعد پھر لقاء نصیب ہوا کرتی ہے انبیاء ہر شان میں عاجز ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے کی شان میں بھی عاجز ہوتے ہیں اور نبوت کے بعد کی شان میں بھی عاجز ہوتے ہیں اور درحقیقت جتنا جتنا ان کو بلندی نصیب ہوتی ہے اتنا ان کا عجز بڑھتا ہے۔ چنانچہ نبوت سے پہلے کے عجز کی کیفیت اور ہوا کرتی ہے اور نبوت کے بعد کے عجز کی کیفیت اور ہوا کرتی ہے کیونکہ بلندی سے بلندی کا عرفان بڑھتا ہے۔ ایک شخص جو پہاڑ کے نیچے سے پہاڑ کی چوٹی کو دیکھ رہا ہے اگر اس کی نظر چوٹی پر جا کر ٹھہر گئی ہے تو اس کا عجز اسی نسبت سے ہو گا جس نسبت سے اس کو پہاڑ زیادہ سر بفلک دکھائی دے رہا ہے زیادہ بلند دکھائی دے رہا ہے لیکن ایک شخص جو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے اور مزید بلندیاں دیکھتا ہے ———— اس کے دل کی کیفیت بالکل اور ہو جایا کرتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں تو اسی کو چوٹی سمجھ رہا تھا

ہر فست یق ہی بے حقیقت نہیں۔ یہ پہاڑ بھی بے حقیقت ہے۔ اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ جو رفعتیں مجھے ظاہری آنکھ سے دکھائی دیتی ہیں اُن رفعتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ میرے خدا کی کائنات تو بہت وسیع ہے بلند سے بلند تر۔ ہر منزل کے بعد ایک اور منزل۔ یہی مضمون ہے جس کو حضرت اقدس ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بیان فرمایا تو بہت سے مفسرین دھوکہ کھا گئے یعنی اس کا ذکر قرآن کریم میں پڑھ کر اور سمجھ نہیں سکے۔

وہ سمجھے کہ نعوذ باللہ یہ جھوٹ کی ایک قسم ہے

یا شرک کی ایک قسم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ دیکھا اور کہا اچھا دیکھو۔ کیسا روشن ہے۔ شاید یہی ہمارا خدا ہو۔ مراد یہ نہیں تھی کہ میرا خدا ہے یا تمہارا خدا ہے۔ مراد یہ تھی کہ تم لوگ اس طرح مرعوب ہو جاتے ہو۔ تم لوگ جو عرفان سے عاری ہو، ہر بلند چمکنے والی چیز کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہو اور اس کے سامنے جھکتے ہو حالانکہ وہ ذات جو ماوراء ہے اُن سے پیچھے ہے۔ وہ تمام روشنیوں کا منبع ہے۔ تمام روشنیاں اس سے پھوٹتی ہیں۔ ہر نور اس سے نکلتا ہے۔ تو نظر کو کہیں ٹھہرا دینا جو ہے، یہ ایک قسم کا غلط عجز پیدا کرتا ہے جو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اس مضمون کو بہت غور سے سمجھنا ضروری ہے۔ دنیا میں انسان جب بڑے بڑے بادشاہوں کو، جابر حاکموں کو دیکھتا ہے اُن کے سامنے بھی تو ایک عجز محسوس کرتا ہے۔ لیکن اگر اُسے حقیقی عاجزی نصیب نہیں یا عجز کا عرفان حاصل نہیں تو اس کی نظر وہیں جھک جاتی ہے۔ عجز سے بجائے اس کے کہ توحید پیدا ہو شرک پیدا ہو جاتا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خداداد عرفان سے اس بات کو اس رنگ میں تمثیلاً بیان فرمایا کہ دیکھو۔ اوہو۔ یہ تو ستارہ ڈوب گیا۔ یہ تو میرا خدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں چاند نکلا ہے۔ دیکھو کیسا روشن، کیسا خوب صورت ہے، زیادہ پُر نور اور زیادہ وجیہہ اور دل کو لبھانے والا لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ چاند بھی ڈوب جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ اوہو! ہماری نظر تو یہیں ٹھہری ہوئی لگ رہی تھی یوں لگتا تھا کہ یہی آخری منزل ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک منزل ہے۔ دیکھو! سورج نکل آیا اور کتنا عظیم الشان سورج ہے۔ کس طرح اس نے کل عالم کو روشنی سے بھر دیا ہے۔ شاید یہی ہمارا خدا ہو لیکن جب وہ سورج ڈوبا تو آپ نے فرمایا: نہیں! نہ ستارہ خدا تھا نہ چاند ہمارا تھا۔ نہ سورج خدا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ماوراء الورا ہستی ہے، ہمارا خدا ہے جس نے ان سب چیزوں کو نور بخشا ہے۔

پس عجز تو ضروری ہے لیکن عجز کا بھی اپنا ایک عرفان ہوا کرتا ہے اور صاحب عرفان کا عجز اور ہے اور بے عرفان انسان کا عجز اور ہے۔ بے عرفان کا عجز اسے بالکل ناکارہ اور بے ہمت کر دیا کرتا ہے۔

ہر طاقت کے سامنے وہ سجدہ ریز ہو جاتا ہے

ہر بڑے کو دیکھتا ہے اور اس کے سامنے اپنے آپ کو بے حیثیت سمجھ کر اس کو سجدے کرنے لگتا ہے لیکن ایک صاحب عرفان کا عجز بلندیوں کے ساتھ اور جھکتا چلا جاتا ہے۔ نہ وہ تکبر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ نہ وہ شرک کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مثال کے ذریعے عجز کی ایک بہت ہی خوبصورت تفسیر ہمارے سامنے فرما دی اور ہمیں بتایا کہ عجز وہی ہے جو بالآخر خدا تک پہنچائے ورنہ تم اپنے آپ کو اتنا حقیر اور بے طاقت سمجھنے لگو گے کہ مخلوق کے سامنے جھک جاؤ گے۔ پس نبوت میں بھی عجز کا عرفان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک بلندی کے بعد جب نبی کو دوسری بلندی نصیب ہوتی ہے تو اس بلندی سے خدا کی بلندی کا ایک اور آسمان اس کے سامنے روشن ہوتا ہے۔ ایک نئی بلندی اس کو دکھائی دینے لگتی ہے اور اس کے سامنے وہ پھر اپنے آپ کو دوبارہ عاجز محسوس کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو عاجز سمجھا تو تھا لیکن جیسا کہ حق تھا ویسا عاجز نہیں سمجھا تھا۔ خدا تعالیٰ تو لا محدود ہے

اور اس کی ذات کی عظمت کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غنی ہے اور ایسی لامتناہی دولتوں کا وہ مالک ہے کہ اگر تم اس سے اس کی ساری کائنات مانگو۔ جو مانگ سکتے ہو مانگ لو اور وہ سب کچھ تمہیں دے دے تو اس کی دولت میں اتنی کمی بھی نہیں آئیگی جتنی ایک سمندر میں سوئی کا نوکہ ڈبوؤ اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی لگا رہ جائے جب اس کو باہر نکالو۔ اس پانی سے جو سوئی کی نوک کے ساتھ لگا رہ جاتا ہے اور وہاں قطرہ نہیں ٹھہر سکتا۔

مثال بہت خوبصورت دی ہے

انگلی ڈبوؤ یا اور کوئی چیز ڈبوؤ، اس کے ساتھ زیادہ پانی لگتا ہے لیکن جو باریک نوک ہو اس کے ساتھ پانی کا قطرہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے بہت ہی معمولی پانی ہو گا۔ فرمایا: اس سے جو کمی آتی ہے، خدا تعالیٰ کی کائنات میں اتنی بھی کمی نہیں آتی اگر وہ تمہیں سب کچھ بھی دے دے۔ وہ لامتناہی ہے۔ یہ بات صاحب عرفان کے بغیر کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی اور جس کو یہ عرفان ہو اُس کو اپنی دولت پہ گھمنڈ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک ملک کا بادشاہ بھی ہو جائے تو وہ زمین کے ایک ملک کا بادشاہ ہے اور اس کے باوجود اس کا اقتدار کامل نہیں ہے اس کو تو اپنے نفس، اپنے وجود پر بھی اقتدار حاصل نہیں۔ جب بیمار پڑتا ہے تو کس طرح بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کے رہ جاتا ہے اس کو اپنے جذبات پر بھی کامل اختیار نہیں ہوتا۔ نہ اپنے غصے پر نہ اپنی خوشی پہ، نہ اپنی نیند پر نہ اپنے جاگنے پر۔ پس وہ ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن کر کیسے متکبر ہو سکتا ہے اگر اس کی نظر خدا کی لامتناہی ملکیت پر ہو۔ پس عرفان الٰہی عجز کی راہ سے جو نصیب ہوتا ہے ویسا اور کوئی عرفان نہیں ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پھر خدا کی ذات دن بدن زیادہ ظاہر ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ بعض صوفیاء نے غلطی کی اور عجز کو ظاہری رنگ دینے لگے اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ وہ اپنے اوپر بعض اوقات مٹی ڈالتے تھے۔ اپنے کپڑے پھاڑ لیتے تھے گندے کر لیتے تھے۔ اور ایسا رنگ اختیار کرتے تھے جیسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ گندے اور غلیظ اور بے کار لوگ ہیں۔ یہ ایک اظہار تھا کہ ہم کچھ بھی نہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو جمال کو پسند کرتا ہے۔ وہ جو کچھ نہیں کی حالت ہے وہ بیرونی حالت نہیں ہے۔ وہ ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے اور بعض دفعہ بیرونی کیفیت اس اندرونی کیفیت سے بالکل متقابل ہوتی ہے۔ اس سے بالکل برعکس دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی کے متعلق آتا ہے کہ وہ بڑے خوش پوش تھے۔ بہت ہی خوبصورت اور نہایت قیمتی لباس پہنا کرتے تھے تو کسی نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے آپ تو بڑے بزرگ اور خدا کے خاص پیار سے بندے ہیں۔ انہوں نے کہا:

میں نہیں پہنتا جب تک مجھے خُدا نہ کہے

اُن کے دل کی پسند تھی جو خدا کی خاطر چھوڑ دینے پر تیار بیٹھے تھے لیکن اللہ نے اس پر نظر فرمائی اور کہا: نہیں! پہنو! تو بعض دفعہ اپنے بندے کے دل کی پسند پوری کرنے کے سامان خود فرماتا ہے اور اس کا عجز ان کپڑوں میں چھپ جاتا ہے۔

پس عجز کا ظاہری حالت سے تعلق نہیں ہے۔ بعض دفعہ عجز پھوٹ کر ظاہری حالت پر اثر انداز ہوتا ضرور ہے لیکن اس کو پہچاننے کے لئے بھی عرفان کی آنکھ چاہیئے۔ جو اندر کا عجز ہے وہ ہے ورنہ تو آپ کو بے شمار سادھو ایسے دکھائی دیں گے جو جسموں پر راکھ ملتے ہیں کئی دفعہ لوگ حیرت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ یہ راکھ کا کیا قصہ ہے۔ یہ راکھ کیوں مل رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کسی زمانے میں کسی صاحب عرفان نے

ان کو یہ بتایا ہو گا کہ مٹی میں مل جانے سے راکھ ہو جانے سے خدا ملتا ہے چنانچہ انہوں نے مٹی کا محاورہ سنا انہوں نے مٹی ملنی شروع کردی جنہوں نے خدا کی راہ میں راکھ ہو جانے کا ذکر سنا۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ خدا کی خاطر اپنے وجود کو جلا کر ختم کر دینا اور اپنے نفس کی راکھ بن جانا یہ مراد ہے خدا کی لِقاء کے لئے یہ چیز ہے جو انسان کی مدد کرتی ہے تو انہوں نے راکھیں بندھنی شروع کر دیں۔ پس عجز کے مقام تو بے شمار ہیں لیکن جب تک اندرونی طور پر آپ کو وہ آنکھ نصیب نہ ہو جو عجز کی شناسائی بخشتی ہے جس سے عجز پہچانا جاتا ہے اس وقت تک صحیح معنوں میں آپ خدا کی راہ میں آگے قدم نہیں بڑھا سکتے۔

ایک اور پہلو سے جب ہم عجز کے مضمون پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کی برعکس صورت کو دیکھ کر عجز کا مضمون ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہے تکبّر۔ تکبّر عجز کا بالکل برعکس ہے اور تکبّر ایک ایسی چیز ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ایک مکمل جدائی پیدا کرنے والا مضمون ہے۔ کیونکہ تکبّر ایک ایسی چیز ہے جو خدا کے سوا کسی کو زیب ہی نہیں دیتا۔ یہ وہ صفت ہے جس میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ صرف خدا ہے جس کے متعلق جس کی صفات میں لفظ متکبّر آتا ہے۔ اور بڑی شوکت والی صفت ہے۔ بڑا ہی رعب پیدا ہوتا ہے انسان پر جب انسان خدا کی صفت متکبّر پر غور کرتا ہے اس کے سوا کسی بندے میں نہ تکبّر کرنے کی استطاعت ہے، نہ تکبّر کرنے کی طاقت ہے نہ اُسے زیب دیتا ہے۔ نہ اُسے اجازت ہے اس لئے خدا کے انبیاء بھی جبکہ خدا کی دوسری صفات میں شریک ہو جایا کرتے ہیں۔ شریک ان معنوں میں کہ اس سے حصہ پاتے ہیں ویسے تو نعوذ باللہ شرک کا دوسرا مضمون ان پر صادق نہیں آتا۔ لیکن کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کی صفت میں رنگین ہو جانے کا انسان میں ملکہ حاصل ہے اور ایسے طاقت ودیعت کی گئی ہے لیکن تکبّر کے لحاظ سے نہیں۔ پس تکبّر اگر کسی جگہ ہے تو وہ خدا کے اور بندے کے درمیان ایک ایسا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے نتیجے میں متکبّر خدا سے مل ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو اپنے رنگ میں یوں بیان فرمایا کہ "دولت مندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو" (لوقا۔ باب ۱۸۔ آیات ۲۴-۲۵)

اس زمانے میں غالباً دولت مند ہی زیادہ متکبّر ہوا کرتے تھے۔ اس لئے دولت مند کہہ کر دراصل متکبّر کا مضمون باندھا گیا ہے لیکن قرآن کریم نے اس مضمون کو نہایت زیادہ کمال کے ساتھ اور بہت ہی حسین انداز میں بیان فرمایا ہے اور اس مضمون کو جو حضرت مسیحؑ کے قول کی صورت میں ابتدائی دکھائی دیتا ہے اُسے مکمل کر دیا ہے یعنی قرآن کریم کے بیان میں یہ مضمون اپنے ختم کو پہنچ گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ مضمون بیان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۔۔۔۔ (خیاط ہے لفظ جب میں پڑھتا ہوں تو بعض دفعہ لوگوں کو شبہ پڑتا ہے کہ فتح کے ساتھ پڑھا ہے لیکن وہ فرق پڑھنے کی طرز میں ہے۔ بعض دفعہ بعد میں بھی لوگ پوچھتے ہیں تو یہ میں ان کو سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں) ۔۔۔۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۴۱) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا۔ وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا۔ اور ان سے تکبّر اختیار کیا۔ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

اب دیکھیں ان دونوں عبارتوں میں کتنا فرق ہے۔ اوّل تو محض دولتمند کا بیان نہیں فرمایا گیا بلکہ ہر قسم کی تکذیب کرنے والے کو متکبّر فرمایا گیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کے نشانات بے شمار ہیں۔ یہاں صرف انبیاء کی تکذیب مراد نہیں ہے بلکہ ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی آیات پھیلی پڑی ہیں۔ اور

متکبّر ہر آیت کی تکذیب کرتا چلا جاتا ہے

وہ دیکھتا ہے۔ استفادہ کرتا ہے۔ خدا کی آیات میں دن رات ڈوبا ہوا ہے۔ ان آیات کے سہارے زندہ ہے۔ ہر سانس ان آیات کا محتاج ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ ان آیات کے سہارے چل رہا ہے اور ایسا غافل ہے اور ایسا بے وقوف اور اندھا ہے کہ اس کے باوجود ان سے تکبّر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ادنیٰ غلام ہیں میں جس طرح چاہوں اُن سے سلوک کروں اور کوئی مالک نہیں ہے جس کے سامنے میں اپنے اس استفادے کے لحاظ سے جوابدہ ہوں۔ جو چیزیں ہیں وہ میرے استفادے کی خاطر اس طرح بنائی گئی ہیں جیسے میں مالک ہوں اور یہ چیزیں میرے لئے بنائی جانی خدا پر فرض تھیں یہ رجحان ہے جو متکبّر کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جہاں اس کا فضل اپنا ہاتھ کھینچ لے ایسا شخص وہیں اچانک ننگا ہو جاتا ہے یعنی اس کا رجحان بالکل کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ہیں، ہیں! یہ خدا ہوتا کون ہے میرے ساتھ یہ سلوک کرنے والا۔ اتنی دنیا پڑی ہوئی ہے۔ فلاں ٹھیک ہے فلاں ٹھیک ہے۔ مجھے ہی بیمار ہونا تھا۔ میرے بچوں پر ہی یہ مصیبت ٹوٹنی تھی اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ اس کی ساری زندگی، اس کے وجود کا ایک ایک ذرہ، اس کی یہ طاقت کہ خدا پر باتیں کرتا ہے۔ یہ بھی خدا کی آیات میں لپٹی ہوئی ایک داستان ہے جو انہیں کے ذریعے چل رہی ہے۔ اس داستان کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ آیات کے ذریعے ہی یہ داستان دکھائی دیتی ہے گویا ہے لیکن حقیقت میں صرف آیات ہی ہیں۔ پس آیات باری تعالیٰ سے رُوگردانی کرنا اور اس سے منہ موڑ لینا یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بخشش کے لائق نہیں۔ اور یہی حقیقت میں تکبّر کو پیدا کرنے والا گناہ ہے جس سے پھر تکبّر پیدا ہوتا ہے اور بالآخر انسان بخشش سے محروم رہ جاتا ہے۔

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ جب ہم اُن پر نعمتیں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: اَكْرَمَنِ کہ دیکھو میرے رب نے میری عزت افزائی کی ہے۔ رَبِّیْ اَكْرَمَنِ کہ میرے رب نے دیکھو میری کیا عزت کی ہے اور جب ہم نعمتیں چھینتے ہیں تو کہتے ہیں۔ رَبِّیْ اَهَانَنِ: خدا نے میری توہین کر دی ہے۔ یعنی خدا کون ہوتا تھا۔ مجھے ذلت دینے والا اور رسوا کرنے والا۔ اُس نے یہ نعمتیں مجھ سے واپس لیکر یا مجھ پر اُن کی راہیں بند کر کے میری توہین کی ہے۔ پس وہ لوگ جو کائنات کو غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے وجود کو بھی غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں اُن کو یہ آیات دکھائی نہیں دیتیں۔ اور اُن کے اندر پھر تکبّر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ وَاسْتَكْبَرُوْا پس آغاز کیا آیات سے غفلت کرنے کے ذکر سے۔ اس کے نتیجے میں جو بیماری طبعاً پیدا ہوتی ہے پھر اس مضمون کو بیان فرمایا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا۔ پھر فرمایا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ یہ نہیں کہا کہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ فرمایا ان پر رفعتوں کا کوئی دروازہ بھی کھولا نہیں جائیگا۔ کتنا عظیم الشان اور کتنا کامل مضمون ہے یعنی وہ لوگ جو خدا کے سامنے بڑے بنتے ہیں اور اونچے ہوتے ہیں انپر رفعتوں کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جائیگا وہی ہیں جو سب سے زیادہ ذلیل اور سب سے زیادہ گرے ہوئے لوگ ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے اس مضمون کے مطابق اس کا برعکس نقشہ یوں کھینچا کہ خدا کے وہ بندے جو تواضع کرتے ہیں انکے متعلق اللہ تعالیٰ کی خبر یہ ہے ۔۔ (اس حدیث کے الفاظ تو عربی میں مجھے اس وقت یاد نہیں یعنی یاد تھے لیکن اس وقت ذہن سے گذر گئے) کہ خدا کے وہ بندے جو خدا کے حضور تواضع کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ساتویں آسمان پر اٹھا کر لیجاتا ہے۔ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعِ اور زنجیر سے لپیٹ کر گرایا کہ انکو آسمان کی بلندی پر نہیں بلکہ ساتویں آسمان کی بلندی تک پہنچایا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے فرمایا: وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ جو تکبّر کرتا ہے اس پر رفعتوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ یہ الفاظ ہیں: اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعِ کہ جب بھی خدا کا کوئی بندہ تواضع کرتا ہے یعنی جھکتا ہے گرتا ہے۔ اس کے حضور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعِ۔ اسکو خدا ساتویں آسمان کی بلندی تک اُٹھا لیجاتا ہے۔ تو ہر بلندی کے لئے ایک عجز کا مقام ہے۔ اس بات کو آپ اچھی طرح یاد رکھیں یعنی یہاں بلندی سے مراد یہ ظاہری بلندیاں نہیں ہیں۔ ہر انسان کیلئے اسکی خلقت میں کچھ بلندی پانے کی استطاعت موجود ہے اور ہر انسان کا آسمان الگ الگ آسمان ہے بھی خدا تعالیٰ نے مختلف نبیوں کو معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف آسمانوں پر دکھایا ہے اُن سے بھی خدا نے کوئی ناانصافی نہیں فرمائی۔ ہر شخص کی بلندی کی ایک استطاعت ہے اور اس بلندی تک وہ بلند ہو سکتا ہے چنانچہ مصلح موعود کی پیشگوئی میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اس کو جتنی صلاحیتیں بخشی تھیں اس کا وہ آخری نقطہ جو آسمان پر ہر مقدر ہے وہاں تک وہ رسائی پا جائیگا یعنی وہ اپنی قوتوں کو ضائع نہیں کریگا اور اپنی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسکو توفیق بخشے گا کہ جو رفعتیں اس کے لئے مقدر تھیں وہ ان کو حاصل کر لیگا۔

پس اس آیت نے ہمیں سمجھایا کہ عجز کے ذریعے بلندیاں حاصل ہوتی ہیں۔ رفعت سے مراد صفات باری تعالیٰ ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں ظاہری آسمان کی طرف اٹھایا جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہاں ہرگز ظاہری آسمان مراد نہیں۔ نہ کبھی آج تک ہم نے دیکھا ہے کہ زنجیروں سے باندھ کر خدا نے کسی سجدہ کرنے والے کو سجدہ کی حالت سے اٹھا کر کسی اوپر نظر آنے والے جو میں پہنچا دیا ہو۔ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خبر دیں اور واقعہ نہ ہو۔ لیکن یہ واقعہ ہر روز گزرتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں بندگان خدا ایسے ہیں جو سجدوں کی حالت میں اٹھائے جاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ سجدہ ظاہری سجدہ ہو۔ ان کے دلوں پر زندگی میں ایسی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں جو اچانک اُن پر ان کے عجز کا ایک مقام روشن کرتی ہیں اور اس FLASH میں ، اس ایسے لمحے میں جس کو ظاہری وقت سے ناپا ہی نہیں جا سکتا ، اچانک اُن کو اپنا عجز کا ایک مقام دکھائی دیتا ہے اور دل سے خدا تعالیٰ کی ایسی تکبیر بلند ہوتی ہے کہ اس کے نتیجے میں انہیں رفعتوں کے ایک آسمان کی طرف بلندی نصیب ہوتی ہے۔ پس آخری درجہ ساتویں آسمان تک کا عام بندوں کا درجہ ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے علاوہ رفعت کا ایک اور مقام عطا ہوا جو ان آسمانوں کے بعد کا مقام تھا اور وہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے سب عاجز بندوں سے زیادہ عجز کرنے والے تھے۔ اس لئے عجز والے کو بلندی عطا ہوتی ہے اور

سچی بلندی حاصل کرنے والے کو عجز نصیب ہوتا ہے

یہ دو مضمون آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہی لقاء کا مضمون ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں جس معراج کا ذکر ہے وہ لقاء کا معراج ہے۔ کسی ظاہری آسمانوں کا سفر تو نہیں ہے جس طرح بعض علماء بیچارے اپنی ناسمجھی میں اور بصیرت کی کمی کی وجہ سے سمجھ بیٹھے ہیں کہ نعوذ باللہ کوئی ظاہری گھوڑا اترا اور اس کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سوار ہوئے اور پھر وہ اڑنا شروع ہوا پروں کے ساتھ یہاں تک کہ ایک ایک آسمان کو پیچھے چھوڑتا چلا گیا۔ یہ بچگانہ تصور ہے۔ اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا نے یہ پیغام دیا تھا کہ تو عجز کے ایک ایسے مقام تک پہنچ گیا ہے جس میں بنی نوع انسان میں کوئی تیرا شریک نہیں رہا۔ ان معنوں میں خدا کی توحید کا ایک پرتوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر پڑا جو کسی اور انسان پر ، کسی نبی پر نہیں پڑا۔ ایک رنگ میں آپ بھی واحد ہو گئے اور یکتا ہو گئے۔ کبھی کوئی انسان خدا کے حضور ایسا عاجز نہیں ہوا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے حضور تواضع اختیار فرما گئے اور اس کے نتیجے میں تمام مخلوق تو اپنی بلندیوں کے باوجود ساتویں آسمان سے اوپر نہیں جا سکی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام اس سے بھی بلند تر ہوا اور اس کا تعلق عجز سے ہے کیونکہ آنحضور ؐ نے خود فرما دیا ہے کہ رفعتیں یعنی آسمان کی طرف بلندیاں کیسے نصیب ہوا کرتی ہیں۔

اسی آیت میں پھر فرمایا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ۔ یہ نہیں کہا کہ اونٹ کا ناکے میں داخل ہونا اس سے زیادہ آسان ہے کہ دولت مند جنت میں داخل ہو۔ یہ مضمون جو ہے یہ ایک قسم کا محال مضمون ہے۔ ناممکن دکھانے والا مضمون ہے مگر قرآن کریم نے جو بیان فرمایا ہے اس میں بندے کے لئے مایوسی کی دیوار کھڑی نہیں کی۔ یہاں یہ فرمایا ہے کہ یہاں تک کہ اونٹ داخل ہو جائے یہ مضمون فرمایا ہے۔ اور تکبر کا اونٹ کم بھی ہو سکتا ہے ، اس کا جسم چھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی کجیاں دور بھی ہو سکتی ہیں۔ اونٹ کی مثال بڑی خوبصورت مثال ہے۔ حضرت مسیح ؑ کو بھی یہ مثال دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی یہی مثال سکھائی گئی۔ لیکن طرز میں کتنا فرق ہے۔ حضرت مسیح ؑ نے فرمایا کہ یہ زیادہ ناممکن ہے کہ دولت مند خدا کی جنت میں داخل ہو بہ نسبت اس کے کہ اونٹ داخل ہو جائے سوئی کے ناکے میں یا اس میں سے گزر جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ نہیں ، جب تک اونٹ اس قابل نہیں ہو جاتا کہ سوئی کے ناکے سے گذر نہ جائے اس وقت تک جنت کا راستہ بند ہے اور اونٹ کی مثال اس لئے دی گئی ہے ہاتھی کی بجائے۔ ہاتھی ورنہ زیادہ بڑا جانور ہے۔ قرآن کریم میں ہاتھی کا ذکر بھی موجود ہے کہ اونٹ میں ایک ٹیڑھاپن بھی ہے۔ اسی لئے تکبر میں جو کجی پائی جاتی ہے اس کی مثال اونٹ سے بہتر نہیں دی جا سکتی تھی۔ صرف بڑا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر ایک ٹیڑھ بھی پایا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک کوئی انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہے اور ساتھ ٹیڑھا بھی ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں تکبر میں اکٹھی ملتی ہیں ، اُس وقت تک اُس کے لئے کوئی نجات نہیں ہے لیکن یہ فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ تمہارے تکبر دور ہو جائیں۔ یہ ممکن ہے کہ تمہاری کجیاں درست ہو جائیں اور تم سیدھے ہو جاؤ۔ اس لئے مایوسی کا پیغام نہیں ہے بلکہ امید کا پیغام ہے۔ مشکل کام ہے۔ تمہیں بہت محنت کرنی پڑے گی۔ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ ۔ بہت مشقت کی راہ اختیار کرنی پڑے گی لیکن اگر کرو گے تو فَمُلٰقِيْهِ ۔ اے انسان! تجھے یہ پیغام ہے کہ تو ضرور خدا کو پالے گا۔ جنت تجھ پر حرام نہیں ہوئی ہے مگر جنت کی راہ بتائی جا رہی ہے کہ وہ کیسی مشکل راہ ہے۔ اپنے نفس کے تکبر کو توڑو۔ اس کی کجیوں کو درست کرو۔ پھر تم ضرور اس راہ پر چل پڑو گے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راہ ہے اور پھر تمہیں حقیقی بلندی نصیب ہوگی۔ قرآن کریم میں آسمان کے مضمون کے ساتھ ایک اونٹ کا مضمون بھی باندھا گیا ہے چنانچہ دوسری رکعت میں جو سورۃ ہم تلاوت کرتے ہیں اس میں یہ مضمون اکٹھا آیا ہے۔ اس کے متعلق ایک دفعہ میں نے خطبے میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ لیکن قرآن کریم کی آیات تو لامتناہی ہیں۔ اب جو میں مضمون بیان کر رہا ہوں اس کا بھی اس کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ آسمان کی بلندی اونٹوں کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔ تمہیں غور کرنا چاہیئے۔ آسمان کی بلندی خدا کے عاجز بندوں کو حاصل ہوا کرتی ہے۔ پس رفعتیں حاصل کرنی ہیں تو اونٹوں پر بیٹھ کر تمہیں رفعتیں نہیں ملیں گی۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ دنیا کی ان سواریوں کے مالک ہو جاؤ۔ بلند سواریوں پر دوڑنے لگو تو تم بہت ہی عظیم الشان وجود بن جاؤ گے۔ بلکہ حقیقی رفعتیں عجز سے حاصل ہوتی ہیں۔ اونٹ کے متعلق دوسری جگہ جو فرما دیا کہ وہ داخل ہی نہیں ہو سکتا تو اونٹ پہ بیٹھا ہوا کہاں سے داخل ہو جائے گا۔ یہ مضمون ہے جس پہ غور کی طرف وہاں دعوت دی گئی ہے کہ

اونٹ ہے تو بڑا اونچا جانور ، تیز دوڑ بھی لیتا ہے اچھا بھلا لیکن ٹیڑھا ہے

اور تم اگر اونٹ کی راہ اختیار کرو گے تو تم متکبر بن جاؤ گے۔ پس فرمایا :۔

لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۔ اُس وقت تک ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا جب تک چھوٹا نہ ہو جائے اور اپنے نفس کے اونٹ کو وہ اور مختصر اور مختصر کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ وہ ہلاکت کے مقام تک پہنچ جائے۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو فرمایا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۔ پھر ہم اس طرح مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں کہ ان کی ترقی کی راہیں تنگ کر دیتے ہیں۔ یہ بھی بہت ہی خوبصورت مثال ہے۔ ایک انسان بعض دفعہ جاتے جاتے دیکھتا ہے کہ راستہ تنگ ہوتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسا سوراخ بن گیا ہے کہ اس میں سے وہ داخل ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگ مجھے ایسی خوابیں لکھتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ اس سے دل پر بہت ہی دہشت پیدا ہوتی ہے۔ ایک انسان آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن راستہ تنگ ہوتے ہوتے اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ آدمی بے اختیار

ہو جاتا ہے۔ کوشش کرتا ہے آگے بڑھنے کی لیکن پھنس جاتا ہے۔ پس آگے بڑھنے کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اپنے نفس کے تکبّر کی روکیں ہیں ورنہ خدا کی راہیں کشادہ ہیں۔ جب اُن راہوں سے بڑا بن کر انسان وہاں سے گذرنے کی کوشش کرتا ہے تو نہیں گذر سکتا۔ پس رؤیا میں ایسے لوگوں کو درحقیقت یہ پیغام ہوتا ہے کہ تمہارے اندر ابھی ترقی کی گنجائشیں تو موجود ہیں لیکن تم نے اپنے نفس کو چھوٹا نہیں کیا اپنے نفس کو خدا کے حضور اور چھوٹا کرو۔ جب چھوٹا کرو گے تو اُن باریک راہوں سے بھی تم بڑی آسانی سے گذر جاؤ گے۔

سائنس کی آجکل ایسی فلمیں تیار کی جاتی ہیں جو اس قسم کے نظر کے دھوکے ہیں لیکن اُن دھوکوں کے نتیجے میں انسان دھوکہ نہیں کھاتا بلکہ ہدایت کی راہ پا جاتا ہے۔ چنانچہ چھوٹے چھوٹے باریک جراثیم جو جسم کے خلیوں میں داخل ہوتے ہیں اُن کے متعلق خواہ کسی طرح بھی وہ بیان کریں حقیقت میں ایک طالب علم کو پورا مضمون سمجھ نہیں آ سکتا۔ تو سائنس کے ذریعے انہوں نے ایسے نظر کے دھوکے بنا لئے ہیں کہ ایک آدمی جو سمجھا رہا ہے کہ اندر کیا ہے، وہ اتنا چھوٹا دکھائی دیتا ہے کہ اس کے مقابل پر خلیے، لگتا ہے کہ ایک بہت بڑا ہال ہے اور پھر وہ خلیے میں اُن باریک نالیوں کے ذریعے اُترتا ہے جو بڑی مشکل سے دکھائی دیتی ہیں اور وہ چھوٹا سا آدمی اُس میں جا کر پھر وہ چاروں طرف پھر رہا ہے۔ وہ اندر چیزیں دیکھ رہا ہے۔ وہ بچوں کو دکھا رہا ہے کہ دیکھو! میں اس وقت فلاں جگہ پہنچ گیا ہوں۔ یہاں نیوکلیس کی یہ شکل ہے۔ یہ خلیے کے پردے اور نیوکلیس کے درمیان کا پانی ہے یہاں اس قسم کی PIGMENTS ہیں۔ یہ ہے وہ ہے۔ اور وہ ایسا مزیدار نظارہ ہوتا ہے کہ وہ بچّے کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتا ہے یا طالب علم کے ذہن پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتا ہے تو حقیقت میں انسان چھوٹا ہو جائے تو راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور خدا کی راہ میں چھوٹا ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کی راہ پر آپ نہ چلا ہے اور وہاں بڑے بن کے نہیں چلا جا سکتا اور اس پہلو سے بہت سے اور ایسے زاد ہیں جن کو آپ کے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تکبّر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض بہت ہی پیاری نصیحتیں فرمائی ہیں، وہ بھی آپ کے سامنے رکھنی ضروری ہیں۔ لیکن چونکہ اب ایک گھنٹے کے قریب وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے باقی باتیں انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں بیان کروں گا۔

یہ وہ جمعہ ہے جس کا خطبہ اِس وقت فرینکفرٹ اور میونخ میں بھی سُنا جا رہا ہے۔

اب خدا تعالیٰ نے، دیکھیں نئے نئے ایسے آلات مہیا فرما دیئے ہیں۔ نئے نئے سائنس کے انکشافات ایسے ہو چکے ہیں جن کے نتیجے میں انسانی آواز کی پہنچ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پس وہ بھی ہمارے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منتظمین کو جزاء دے جن کی کوششوں کے ذریعے یہ آواز براہِ راست دوسرے ملکوں کے لوگ سُن سکتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بھی ہدایت دے جن کی کاوشِ فکر کے نتیجے میں ایسی ایسی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ احسانمند ہونے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ پس رمضان مبارک میں جب آپ دُعائیں کریں تو اپنے ہر محسن کے لئے دُعا کیا کریں۔ مجھے ایک بچی کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے۔ وہ چوہدری شاہنواز صاحب مرحوم کی نواسی ہے۔ وہ چھوٹی سی تھی تو اُسے ماں باپ نے سمجھایا کہ بیٹا دُعائیں کرو۔ رمضان ہے یا کسی موقعہ پہ کہا ہوگا بہت دُعائیں کیا کرو۔ تو ایک دن اُس سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا دُعائیں کیں، بتاؤ تو سہی!! اُس نے کہا۔ میں نے جو دُعائیں کیں) امّی کے لئے، نانی کے لئے، نانا کے لئے، ابّا کے لئے، فلاں کے لئے، فلاں کے لئے۔ اس کے علاوہ

میں نے اُس کے لئے بھی دُعا کی جس نے آئس کریم ایجاد کی تھی

انہوں نے کہا۔ ہیں؟ اُس کے لئے کیوں دُعا کی؟ اُس نے کہا۔ دیکھو اُس نے بچوں کا دل خوش کر دیا۔ اب یہ بات تو بچگانہ ہے لیکن عارفانہ بھی ہے۔ ہم لوگ جب بندوں کا احسان نہیں دیکھ سکتے تو خدا کا احسان بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اِس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمایا:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَا یَشْکُرِ اللّٰہَ

پس خدا کے عرفان کی باتیں تو ہم کر رہے ہیں۔ اگر بندے کا ہی عرفان نہ ہُوا تو خدا کا بھی نہیں ہوگا۔ تو ہر محسن کے احسان پر نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے دل میں جذبۂ تشکّر رکھیں اور اگر براہِ راست کچھ نہیں کر سکتے تو دُعا کیا کریں۔ اپنی دُعاؤں کے ذریعے آپ احسان کا بدلہ اِس رنگ میں اُتار سکتے ہیں کہ ظاہری طور پر جو بدلے اُتارے جاتے ہیں اس سے بہت بڑھ کر ایسے شخص کو جزاء پہنچ جاتی ہے اور اِس طرح ہر راہ میں آپ کو، بندوں کی راہ میں بھی اور دوسری راہوں میں بھی آفاقی طور پر بھی اور اندرونی طور پر بھی ہر مطالعے میں خدا دکھائی دینے لگے گا۔٭

"قادیانیوں کی جانب سے کلمہ طیّبہ کا بیج لگانے کی سزا موت ہے"

بھارت اور پاکستان کے اعلیٰ حکّام اور تعلیم یافتہ طبقہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس انتہائی ظلم اور غیر انسانی حرکت کے خلاف آواز اُٹھائیں کہ محض عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے حقوقِ انسانی غصب کئے جا رہے ہیں۔ اور انہیں سمجھائیں کہ کلمہ طیّبہ کا بیج لگانا تو کلمہ طیّبہ کا احترام ہے اِس سے توہینِ رسولؐ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

احبابِ جماعت سے درد مندانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حکومت پاکستان کو سمجھ عطا فرمائے اور یہ لوگ ایسی ظالمانہ حرکتوں سے باز آجائیں اور اللہ تعالیٰ پاکستان کے احمدیوں کی معجزانہ حفاظت کے نشانات دکھاتا چلا جائے آمین۔ (ایڈیٹر)

"لاہور یکم اپریل (نامہ نگار) ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مسٹر نذیر احمد غازی نے لاہور ہائیکورٹ کو اِس امر سے آگاہ کیا ہے کہ قادیانیوں کی جانب سے کلمہ طیّبہ کا بیج لگانا توہینِ رسالت کے زمرے میں آتا ہے اور توہینِ رسالت کے جُرم کی سزا موت ہے یہ بات اُنہوں نے آج لاہور ہائیکورٹ کے رُوبرو ایک قادیانی نصیر احمد کی درخواست کی سماعت کے دوران اپنے بیان میں بتائی۔ فاضل عدالت نے متذکرہ رٹ درخواست میں عدالت کی معاونت کے لئے پاکستان کے سابق اٹارنی جنرل حاجی غیاث محمد کو ۳۰؍جون کے لئے عدالت میں طلب کر لیا۔ درخواست گذار کو اپنے سینے پر کلمہ طیّبہ کا بیج لگانے کے جُرم میں متعلقہ ماتحت عدالت سے ایک سال قید کی سزا ہوئی تھی جس کے خلاف اس نے لاہور ہائیکورٹ میں رٹ درخواست دائر کی ہے اور موقف اختیار کیا ہے کہ درخواست گذار کو کلمہ طیّبہ لگانے کے جُرم میں سزا نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ کلمہ طیّبہ درخواست گذار کے مذہب کا حصہ ہے اِس لئے درخواست گذار کو دی گئی قید کی سزا غیر قانونی اور کالعدم قرار دی جائے۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مؤرخہ ۲؍اپریل ۱۹۹۰ء)

وِلادت:- مؤرخہ ۲۰؍اپریل ۱۹۹۰ء کو اللہ تعالیٰ نے مکرم نجیب خاں صاحب بنگلوری و کرمہ صبیحہ سلطانہ صاحبہ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ ہمشیرہ بشریٰ بیگم صاحبہ نے بطور شکرانہ ۲۰/- روپے ادا کئے ہیں۔ نومولود کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
خاکسار: عبد اللطیف، عبد المجید عثمان آباد

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء

تیسری قسط

مُباہلہ کی دعوت اور اس کے نتائج

از مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

عاشق حسین کی ہلاکت :-

مُباہلہ کے نتیجہ میں ایک عبرتناک نشان یہ بھی ظاہر ہوا کہ ضلع شیخوپورہ میں شاہ کوٹ نامی ایک قصبہ ہے۔ جہاں احمدیوں کے چند گھرانے ہیں جو دوکاندار ہیں۔ وہاں پر عاشق حسین نامی ایک شخص تھا جو زرگر کا کام کرتا تھا۔ اور ایک لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اور جماعت احمدیہ پر گند اچھالنے میں آگے پیش پیش تھا کہ مولوی نہ ہونے کے باوجود بھی یہ مخالف علماء کا سربراہ بن گیا۔ اور جب بھی احمدیت کی مخالفت کا معاملہ ہو یہ از خود ہی اس مخالفت کے سربراہ کے طور پر اُبھرتا رہا۔ جب مباہلے کا چیلنج وہاں تقسیم ہوا تو عاشق حسین نے ایک جلوس اکٹھا کیا۔ اس میں نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور اس جلوس کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ چند احمدی گھر اور دکانیں یہاں ہیں۔ ان کا مباہلہ تو ہم یہیں پورا کر دیتے ہیں یعنی ان چند احمدیوں کا قتل عام کر دیا جائے۔ یہی مباہلہ ہے تو ان کی دکانیں لوٹو، جلاؤ، ان کو اپنے گھروں میں زندہ جلاؤ یا قتل کرو۔ تاکہ دنیا کے سامنے ثابت ہو جائے کہ احمدی جھوٹے ہیں۔ ان کا مباہلہ ان کو پڑ گیا۔ یہ ارادے باندھ کر جلوس تیار کر کے اُس نے کہا کہ آپ انتظار کریں۔ میں ابھی دکان سے ایک چھوٹا سا کام کر کے واپس پہنچتا ہوں۔ وہ دکان میں پہنچا۔ پنکھا چلایا وہی پنکھا جو وہ روز چلایا کرتا تھا اس میں بجلی کا کرنٹ آگیا تھا اور بجلی کے جھٹکے سے وہ وہیں مرگیا۔ اُس کو بجلی کا کرنٹ لگنا اور اس سے اس کی موت کا واقع ہونا یہ بھی اپنے اندر ایک قہری نشان رکھتا ہے۔ کیونکہ بجلی کا آسمان سے بھی تعلق ہے اور وہ جلوس جو احمدیوں کے گھر اور اُن کی دکانیں جلانے اور اُن کو مارنے لوٹنے کے لئے بنایا گیا تھا وہ اُس کی تجہیز و تدفین میں مصروف ہو گیا اور اُس کے جنازے کا جلوس بن گیا اس عبرتناک واقعہ کے بعد وہاں ایک موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی اور اس قصبہ میں اب کوئی مباہلے کی بات نہیں کرتا۔ کیونکہ انہوں نے یہ نشان اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا ہے۔

قاضی مجیب الرحمن پشاوری کی ہلاکت

ایک اور شدید معاند احمدیت قاضی مجیب الرحمن پشاوری بھی دعوتِ مباہلہ کی لعنت کا شکار ہوا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ۱۹۸۴ء میں شریعت کورٹ میں جماعت کے خلاف انتہائی شر انگیز بیانات دیئے۔ جس نے ٹیلیویژن پر جماعت کے خلاف ارتداد کی بناء پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ اس مباہلہ کے چیلنج کے کچھ عرصہ بعد اچانک دل کا دورہ پڑنے سے مرگیا۔ اگرچہ اس امر کا علم نہیں ہو سکا کہ اس نے کھلم کھلا مباہلے کا چیلنج قبول کیا تھا یا نہیں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ چونکہ اس نے احمدیوں کے قتل کا فتویٰ دیا تھا اس لئے مباہلے کے چیلنج کے بعد اُس کا اچانک مرجانا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہے کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔

مولویوں کی ذلّت :-

چیلنج مباہلہ کے بعد دنیا بھر کے مختلف معاند علماء کی طرف سے اس سلسلے میں کئی قسم کے تبصرے شائع ہو چکے ہیں۔ عدل و انصاف اور تحقیق حق کا تقاضا یہ تھا کہ اس کھلم کھلا اور غیر مبہم دعوتِ مباہلہ کو قبول کر کے خدائی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا۔ لیکن ان سب میں بجائے ابتہال اور خدا تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑانے اور عاجزی سے دعا کرنے کے اشتعال کے طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔ شوخی اور شرارت اور بدکلامی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور مختلف شرطیں لگا کر فرار کے راستے ڈھونڈے گئے ہیں۔ پھر کسی نے کہا کہ آؤ ہم دونوں دریائے جہلم میں چھلانگ لگائیں۔ جو پار اتر جائے وہ سچا اور جو ڈوب جائے وہ جھوٹا۔ کسی نے یہ پیشکش کی کہ دنیا کی کسی بھی بلند ترین عمارت یا پہاڑ کی چوٹی سے دونوں چھلانگ لگاتے ہیں جو بچ جائے وہ سچا اور جو نہ بچے جھوٹا۔ ایک مولوی نے مباہلہ کا یہ مطلب نکالا ہے کہ مجھے اور مرزا طاہر کو آگ میں ڈال دیا جائے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ان مولویوں کی ان جاہلانہ شرائط سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دین کے معاملہ میں اُن میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے۔ یہ تو صرف تمسخر کے عادی ہیں۔ خدا کی عدالت میں تمسخر و استہزاء سے، گالیاں دے کر۔ شور مچا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا مقدمہ جیت جائیں گے۔ لیکن حقیقت میں یہ لوگ اپنا معاملہ خدا کی عدالت میں لے جانا ہی نہیں چاہتے۔ غیر ملکی زکوٰۃ اور منشیات کی سمگلنگ کے صدقہ پر پلنے والے ان علماء کا انحصار تو دنیا کی عدالت اور دنیا کی حکومتوں پر ہے۔ کیونکہ یہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ خدا کی عدالت سے انہیں صرف اور صرف لعنت ہی کا طوق ملے گا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چالاکی سے، ہوشیاری سے، چرب زبانی سے دنیا پر اور اپنے مریدوں پر یہ اثر ڈال دیں گے کہ ہم جیت گئے۔ اور دشمن ہار گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مباہلے کے بعد اب تک جو نشان ظاہر فرمائے ہیں، اس سے ایک بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "مولوی ننگے ہو جائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۲۶ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

کے مطابق اُن کا جھوٹا ہونا دن بدن کھلتا جا رہا ہے۔ ایسے ہی علماء کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ (مشکوٰۃ کتاب العلم) کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے اور ظاہر ہے کہ جو علماء قرآن کریم کے مضمون کے تقدس اور ناموس سے کھلواڑ کرنے والے ہیں اور جان بوجھ کر ایک کے بعد دوسرا جھوٹ بولتے چلے جا رہے ہیں دریدہ دہنی۔ دشنام طرازی۔ الزام تراشی اور حق پوشی جن کا شیوہ ہے اُن پر یہ فرمان نبویؐ صادق نہیں آتا تو اور کس پر صادق آتا ہے؟ ان علماء کے بارے میں عام لوگوں کا یہ تاثر تھا کہ یہ بڑے اثر و رسوخ والے ہیں لیکن گذشتہ سال جب پاکستان میں انتخابات ہوئے تو عوام کی اکثریت نے ان علماء کو رد کر کے یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ یہ علماء قابل اعتماد نہیں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ :-

"اکثریت ان علماء کے ساتھ نہیں ہے اور آئندہ الیکشن بھی آپ کو بتادیں گے کہ شاید ہی کوئی عالم اس علاقے سے منتخب ہو کر نکلے ورنہ بھاری اکثریت اُن کو رد کر دے گی۔"

(بدر ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

چنانچہ وہ علماء جو بڑے کرّ و فر کے ساتھ انتخابات میں حصہ لے رہے تھے اور ایسے ایسے مقامات سے حصہ لے رہے تھے جہاں تاریخی طور پر وہ منتخب ہوتے چلے آئے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقامات ان کی جاگیریں ہیں جہاں پاکستان بننے کے بعد مسلسل مولویوں کا اثر بڑھتا رہا۔ اور بعض سیٹیں ایسی تھیں جن پر وہ ہمیشہ قابض ہوتے چلے آرہے تھے، گزشتہ مباہلہ کے سال میں پاکستان کے عام انتخابات میں مولویوں کی اکثریت نے ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھا۔ اُن کا سارا وقار مٹی میں مل گیا۔ اور پاکستانی اخبارات نے عام انتخابات میں مذہبی سیاستدانوں کی شکستِ فاش کو ضیاء ازم کے خاتمہ کی طرف ایک بڑی پیش قدمی قرار دیا۔ یہ در حقیقت وہی لعنت ہے جو مباہلے کے نتیجے میں اُن پر برس رہی ہے۔

ایک اور مولوی ہیں پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری۔ انہوں نے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں اشتہاری قسم کے خطوط اور بیانات اخباروں میں شائع کرائے جو اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ صرف ایک مداری کی طرح سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے چالاکیوں سے کام لے رہے ہیں اور مختلف خود ساختہ شرائط کے ساتھ دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گویا وہ مباہلہ کا چیلنج قبول کر رہے ہیں۔ حالانکہ انہی شرائط میں وہ اپنے فرار کی راہ نکال رہے ہیں۔

حتیٰ کہ اُنہوں نے ایک بیان میں کہا کہ ۱۲ر ربیع الاوّل کی رات مینارِ پاکستان کے سبزہ زار میں مرزا طاہر احمد سٹیج پر نماز عشاء کے فوراً بعد آمنے سامنے مباہلہ کے لئے آگئے تو انشاء اللہ نمازِ فجر سے پہلے پہلے مسلمان ہو جائیں گے اور اگر اسلام قبول نہ کیا تو وہ مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایسا نہ ہوا تو میرا سر قلم کر دیا جائے۔ اور کہا۔ اُس وقت تک سجدے سے سر نہ اُٹھاؤں گا جب تک اُس کے قبولِ اسلام یا مباہلے کے نتیجے میں ذلت و رُسوائی کے عالم میں مرجانے کا شور بپا نہ ہو جائے۔
(روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ر ستمبر ۱۹۸۸ء)

حالانکہ اُن کا یہ مطالبہ اور بیان، آیتِ مباہلہ اور سُنّتِ نبویؐ دونوں کے سراسر خلاف ہے۔ یہ محض مباہلے سے فرار کا ایک شرانگیز بہانہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذلت و رُسوائی کے اظہار کے لئے خود اُن ہی کی زبانی یہ بیان دلوایا کہ

”ہر فرقے کے تین علماء کو قتل کرنے سے امن قائم ہو جائے گا۔“

اُن کا یہ بیان اس حقیقت کا غماز ہے کہ عصرِ حاضر کی بدامنی۔ بے چینی اور فتنہ و فساد کی پوری ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے۔ بالفاظِ دیگر انہوں نے

”دینِ مُلاّ فی سبیل اللہ فساد“

کی تصدیق کر دی کہ موجودہ المسائل جن میں وہ خود بھی شامل ہیں فتنہ پرور ہیں۔ اس بیان پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے ورلڈ اسلامک کونسل کے ناظم اور بزمِ غلام غوث ہزاردی کے سرپرست قاری نور رحمٰن ہزاردی نے کہا کہ

”طاہر القادری نے جو مشورہ دیا ہے وہ بڑا ہی اہم اور نیک مشورہ ہے۔ لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پروفیسر طاہر القادری کو مینارِ پاکستان لاہور پر پھانسی پر لٹکا کر اس نیک کام کا آغاز کرے۔“

جمعیتہ علمائے اسلام ضلع راولپنڈی کے ناظم نشر و اشاعت قاری محمد ضیاء الحق حقانی اور تحریکِ اصلاح العلوم کے امیر مولانا عبد القادر انور نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ :۔

پروفیسر طاہر القادری نے علماء کو پھانسی دینے کا مطالبہ کر کے عالمِ اسلام کے عظیم ورثہ علماءِ کرام کے ساتھ دُشمنی اور بغض کا اظہار کیا ہے۔ یہ بیان دے کر اُنہوں نے اخلاقی اور مُلکی قانون کے تحت سنگین جُرم کا ارتکاب کیا ہے۔“
(روزنامہ جنگ ۱۸ر جولائی ۱۹۸۹ء)

یہ بیانات اور اندازِ فکر اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ دعوتِ مباہلہ کے بعد یہ تمام مولوی ننگے ہو گئے ہیں۔ اُن کا کذب و افتراء اور دجل و فریب اور فتنہ پروری روز بروز نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

کا مصداق بن چکے ہیں۔

اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ

”جب تک قوم ان علماء کا دامن نہیں چھوڑتی۔ جب تک ان مکذبین کا دامن نہیں چھوڑتی، مسلمان قوم کے لئے جہاں جہاں اس قسم کے علماء کے ساتھ وہ چمٹے ہوئے ہیں، کوئی امن و سکون نہیں ہے جو چاہیں وہ کرلیں جب تک اُن کی نحوست کے سائے سے چل کر باہر نہیں نکلتے اُس وقت تک وہ کبھی چین نہیں پائیں گے کبھی اُن کا کچھ نہیں بن سکے گا۔ اُن کی تقدیر بننے کی بجائے بگڑتی چلی جائے گی۔ یہ ہے وہ سلوک جو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مطابق خدا کے سچوں کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ر نومبر ۱۹۸۹ء)

مُباہلہ کیرلہ کے نتائج :۔

اِسی سال ماہ مئی میں کیرلہ کے ایک مقام کوڈیاتھور میں معاند علماء کے ایک گروہ نے افرادِ جماعتِ احمدیہ پر زور دیا کہ ہم مباہلہ کرنا چاہتے ہیں مگر ایسا نہیں جس طرح مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے بلکہ ہم آمنے سامنے مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری شرطوں کے ساتھ مباہلہ قبول کرو گے تو نتیجہ ظاہر ہوگا۔ حالانکہ آیتِ مباہلہ میں ہرگز آمنے سامنے کھڑے ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ تاہم اُن کے اصرار پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تاثر کو دُور کرنے کے لئے کہ جماعت احمدیہ بھاگ رہی ہے، کیرلہ کی جماعت کو آمنے سامنے مباہلہ کرنے کی استثنائی طور پر اجازت دیدی اور یہ مباہلہ ۲۸ر مئی ۱۹۸۹ء کو منعقد ہوا۔ اور مخالفین نے سنتِ نبویؐ کے خلاف اصرار کر کے اس کی مدت چھ ماہ قرار دی۔ جو ۲۸ر نومبر ۱۹۸۹ء کو ختم ہوگئی۔ اس مباہلہ کی اخبارات اور ریڈیو وغیرہ میں کافی تشہیر ہو چکی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس چھ ماہ کی مدت میں معاندینِ احمدیت کی کھلی شکست اور جماعتِ احمدیہ کی تائید و نصرت کے تین عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے جو ہر صاحبِ بصیرت انسان کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہیں۔

مُباہلہ کیرلہ کا پہلا عظیم الشان نتیجہ تو خود مباہلہ کے انعقاد ہی کے وقت ظاہر ہو گیا جب مخالف علماء نے اُس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جو حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ اور باوجود اصرار کے اُن الزامات پر دستخط نہیں کئے جو بڑی وضاحت کے ساتھ شائع کئے گئے تھے۔ کہ اگر یہ الزامات درست ہیں جو تم بانی جماعتِ احمدیہ پر لگاتے ہو تو مؤکد بعذاب قسم کھا کر خدا کے حضور حاضر ہو اور مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرو۔ لیکن یہ علماء جو دن رات انہی نرسودہ اور جھوٹے الزامات پر جماعت کے خلاف گند بکتے ہیں۔ اگر یہ اپنی بات میں سچے ہوتے تو مباہلے کے وقت اِن الزامات کو مباہلے میں شامل کرتے مگر شامل نہیں کیا۔ بلکہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب پر مباہلہ کیا۔ یعنی جماعتِ احمدیہ آپؑ کی تصدیق کرے اور وہ تکذیب کریں۔ تو اُن کی پہلی شکست تو اس بات سے ظاہر ہوگئی کہ انہوں نے چیلنج مباہلہ کی تحریر میں سے ایک الزام پر بھی تصدیق کرنے کی جرأت نہ کی۔ اور ایک الزام کو بھی درست قرار دیتے ہوئے اُس پر مباہلہ کرنے کی انہیں جرأت نہ ہوئی جو خدا تعالیٰ کا ایک عجیب تصرّف اور عظیم نشان ہے۔

دوسرا عظیم الشان نتیجہ مباہلہ کیرلہ کا یہ ظاہر ہوا کہ اس مباہلے کے بعد کیرلہ کے تین ایسے معززین جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے جن کا پہلے شدید مخالف جماعتوں سے تعلّق تھا۔ ان معززین کے قبولِ احمدیت سے معاندینِ احمدیت کو یہ احساس ہوا کہ اس میں ہماری ذلت و رُسوائی ہے اس لئے اُنہوں نے پورا زور لگایا کہ کسی طرح اُن کو احمدیت سے برگشتہ کر دیا جائے۔ ایک کو اُنہوں نے اغواء کیا۔ اُن کا گھیراؤ کر کے اُن پر علماء نے بے حد دباؤ ڈالے۔ مناظرے کئے۔ لیکن اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا روشن نشان دیکھا تھا اور حق و صداقت اُن پر واضح ہوگئی تھی اس لئے خدا کے فضل سے وہ سارے احمدیت پر قائم رہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اُن کو استقامت بخشی۔ ان تینوں کے علاوہ مزید بیس افراد نے مباہلہ کے بعد احمدیت قبول کی ہے۔ اس واقعہ سے معاندینِ احمدیت کی طرف سے بار بار بے چینی کا اظہار اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن کے دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے وہی آگ جس کو قرآن نے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ (ہمزہ : ۷-۸) کہا ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے بھڑکائی ہوئی ایسی آگ جو دلوں کے اندر تک جا پہنچتی ہے۔ اور یہ آگ دلیل ہے اس بات کی کہ جس سزا کے نزول کی دُعا اُنہوں نے مباہلے میں کی تھی وہ سزا اُن پر نازل ہو چکی ہے۔

تیسرا عظیم الشان نتیجہ مباہلہ کیرلہ کا یہ نکلا کہ مکذبینِ احمدیت نے ہندو پاکستان کے علاوہ عرب تک کے اخبارات میں یہ جھوٹی خبر شائع کروائی کہ امیر جماعتِ احمدیہ کیرلہ محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور وہاں کے مشنری انچارج مولوی محمد ابو الوفاء صاحب جو دُعا کے مباہلہ میں شریک تھے، مباہلہ کے دوسرے ہی روز وفات پا گئے ہیں۔ جبکہ بفضلہ تعالیٰ یہ دونوں حضرات بصحت و عافیت زندہ و سلامت موجود ہیں اور خدماتِ دینیہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مخالفین کا یہ جھوٹا اعلان دلالت کرتا ہے کہ اب علماء عوام کو گمراہ کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے رہے ہیں۔ ان کے اندر نہ تو خدا خوفی ہے اور نہ ہی شرم و حیا۔ یہ اُن کی ناکامی، کھلی شکست اور خدا کی طرف سے اُن پر ہونے والی لعنت کا ایک اور ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کی صداقت ثابت کر دی اور اُن کو اُن کے اپنے ہی ہاتھوں سے جھوٹا ہونے کے ایسے سامان کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کی صداقت نہ صرف کیرلہ میں بلکہ دُنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی روشن ہو گئی ہے اور یہی مباہلے کا اصل مقصد تھا کہ خدا تعالیٰ حق و باطل میں نمایاں امتیاز کر کے دکھلا دے۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز پیدا کر کے دکھلا دیا ہے۔

(باقی آئندہ)

پاکستان میں ایک احمدی کو نماز پڑھنے اور کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا

از ۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری ۔

واقعات کے مطابق مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء کو ہیوی میکینکل کمپلکس ٹیکسلا کے سینئر منیجر محمود احمد شمس سرکاری ڈیوٹی پر واپڈا پاور ہاؤس ملتان آئے۔ اس وقت انہوں نے اپنے کوٹ کے کالر پر کلمہ کا بیج لگا رکھا تھا۔ ظہر کے وقت انہوں نے ایک اور احمدی دوست امجد علی صاحب نے نماز ادا کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ چند لوگوں کی شکایت پر پولیس نے ان دونوں کے خلاف دفعہ ۲۹۸/c کے تحت مقدمہ درج کر دیا ہے مکرم محمود احمد شمس پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے مسلمانوں کی جائے نماز پر نماز ادا کی جس کی وجہ سے گواہان اور دیگر افراد کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے نیز انہوں نے کلمہ کا بیج بھی لگایا ہوا تھا۔

مکرم امجد علی صاحب پر بھی الزام لگایا گیا کہ انہوں نے نماز پڑھی جس کی وجہ سے گواہان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔

یہ مقدمہ محمد حسین بلوچ مجسٹریٹ درجہ اول ملتان کی عدالت میں پیش ہوا جنہوں نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد امجد علی صاحب کو تو بری کر دیا مگر محمود احمد شمس کو ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ محمود احمد شمس نے اپنے بیان میں اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ احمدی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ کہ مورخہ ۸۵/۲/۲۳ کو وہ سرکاری ڈیوٹی پر پاور ہاؤس ملتان آئے تھے نیز یہ کہ انہوں نے کوٹ پر کلمہ طیبہ کا بیج لگایا ہوا تھا اور نماز بھی ادا کی تھی۔ محمود احمد شمس نے مزید کہا کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے اس کے قیام کے دوران کسی ردِ عمل کا مظاہرہ کیا تھا۔ یہ بھی کہا کہ اس واقعہ کے کئی روز بعد محض مذہبی دشمنی کی بناء پر اسے جھوٹے مقدمہ میں ملوث کیا گیا ہے۔ تاہم محمود احمد شمس نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش نہ کی اور نہ ہی خود بطور گواہ صفائی پیش ہوئے۔

امجد علی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ گزشتہ ۱۸ سال سے دفتر میں نماز ادا کر رہا ہے۔ اس دن بھی روز مرہ معمول کے مطابق اس نے نماز ادا کی تھی۔ اس نے کہا کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔ محض مذہبی عناد کی وجہ سے اسے جھوٹے مقدمہ میں ملوث کیا گیا ہے۔ امجد علی صاحب نے بھی نہ کوئی شہادت پیش کی اور نہ ہی خود بطور گواہ صفائی پیش ہوئے۔

مقدمہ میں پیش ہونیوالے سرکاری گواہان جعفر حسین اور نذیر احمد صدیقی نے عدالت کو بتایا کہ وقوعہ کے روز جب انہیں علم ہوا کہ محمود احمد شمس احمدی ہے تو انہوں نے پوچھا کہ محمود احمد شمس نے کلمہ طیبہ کا بیج کیوں لگایا ہوا ہے۔ اس پر امجد علی نے جواب دیا، اس لئے کہ انہیں بتایا جاسکے کہ احمدی بھی مسلمان ہیں۔

نیز نذیر احمد صدیقی نے بیان کیا کہ وہ اور امجد علی دونوں ایک ہی شفٹ میں کام کرتے ہیں اور کئی سال سے امجد علی شفٹوں کے دوران نماز پڑھتا ہے۔

فاضل کونسل صفائی محمد شریف احمد ایڈوکیٹ اور رانا بشیر احمد ایڈوکیٹ کی تفصیلی بحث کا نچوڑ یہ تھا کہ ملزمان نے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر یا نماز ادا کر کے کوئی جرم نہیں کیا جبکہ وکیل استغاثہ قاری نور الحق قریشی ایڈوکیٹ کی تفصیلی بحث کا خلاصہ تھا کہ ہر دو ملزمان عقیدہ کے لحاظ سے احمدی ہیں اور انہوں نے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر اور مسلمانوں کی طرح نماز ادا کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس طرح دونوں زیر دفعہ ۲۹۸/c تعزیرات پاکستان جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ان واقعات کے پیش نظر ہماری رائے یہ ہے کہ استغاثہ محمود احمد شمس ملزم کے خلاف عائد کردہ الزام زیر دفعہ ۲۹۸/c تعزیرات پاکستان تمام شک و شبہ سے بالا ثابت کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ چنانچہ محمود احمد شمس ملزم کو زیر دفعہ ۲۹۸/c مجرم گردانتے ہوئے ایک سال قید بامشقت اور مبلغ ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ محمود احمد شمس ملزم مزید تین ماہ قید سخت میں رہے۔

جبکہ استغاثہ امجد علی ملزم کے خلاف عائد کردہ الزام تمام شک و شبہ سے بالا ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ چنانچہ امجد علی ملزم کو شک کا فائدہ دے کر بری کیا جاتا ہے۔

مکرم محمود احمد شمس اپنے مقدمہ کے بارہ میں اطلاع دیتے ہوئے حضور اقدس کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

" خاکسار کے مقدمہ کا فیصلہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۰ء کو تھا۔ یہ مقدمہ محمد حسین خان بلوچ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں تھا۔ صبح ۹ بجے عدالت پہنچ گیا اسی طرح امجد علی صاحب بھی جو اس مقدمہ میں ملوث کئے گئے تھے، پہنچ گئے۔ قریباً ایک بجے ہمیں آواز پڑی اور بحث و تمحیص کے بعد مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ پندرہ بیس منٹ بعد مجھے فیصلہ کی نقل دیدی گئی جو میں نے امجد علی صاحب کو دی۔ تاکہ وکلاء سے فوراً رابطہ کیا جاسکے۔ چنانچہ چوہدری عبد الحفیظ صاحب عدالت میں آ گئے اور چونکہ کھانے کا وقت ہوگیا تھا، انہوں نے امجد علی صاحب کو کہا کہ کھانا لے آئیں۔ اسی اثناء میں پولیس کے سپاہی نے مجھے اپنی تحویل میں لے لیا اور حوالات لے جانے پر اصرار کرنے لگا۔ مگر ریڈر نے اسے جھڑک کر کہا کہ انہیں کھانا کھانے دو پھر لے جانا۔

کھانے کے بعد پولیس کے سپاہی نے کپڑے سے میرے ہاتھ باندھنے چاہے کیونکہ ہتھکڑی اس کے پاس نہیں تھی۔ اس پر ریڈر نے پھر اسے جھڑکا کہ ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں آرام کے ساتھ لے جاؤ۔ چنانچہ اس نے حوالات لے جا کر عملہ کے سپرد کر دیا۔ حوالات کے سپاہی نے پوچھا کس جرم کی سزا ملی ہے میں نے کہا نماز پڑھنے کے جرم میں۔

اس پر وہ متعجب ہوا اور مجھے حوالات میں بند کر دیا۔ نہایت ہی گندی جگہ تھی جگہ جگہ پیشاب کیا ہوا تھا۔ کہیں قے کی ہوئی تھی کہیں فروٹ کے چھلکے پڑے ہوئے تھے۔ لیٹرین کا گٹر بند ہو جانے کی وجہ سے بدبودار پانی پھیلا ہوا تھا اس کے ساتھ کمرے میں سگرٹ کا دھواں بھی پھیلا ہوا تھا۔ مجرم گندی اور غلیظ گالیاں ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ چند ایک نے مجھے پوچھا کیا جرم کیا ہے۔ جب میں نے بتایا تو وہ حکومت کو گالیاں دینے لگے۔ تھوڑی دیر میں آوازیں پڑنا شروع ہوئیں۔ میرا نام بھی پکارا گیا اور مجھے بھی ایک اور مجرم کے ساتھ ہتھکڑی میں باندھا گیا پھر حوالات سے نکال کر پولیس کی گاڑی میں بٹھایا گیا۔ جب میں گاڑی میں بیٹھنے لگا تو ایک مجرم نے پولیس کے سپاہی کو مخاطب کر کے کہا۔ شرم کرو شرم کرو۔ اس آدمی کو نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا ملی ہے۔ سبھی لعن طعن کرنے لگے۔ گاڑی چلی تو سارا راستہ تسبیح و تحمید میں مصروف رہا۔ پولیس کی گاڑی ڈسٹرکٹ جیل پہنچی تو زنجیروں میں باندھے ہوئے قیدیوں کو اتارا گیا۔

جیل کا دروازہ کھولا گیا اور سب کو ایک لائن میں بٹھا دیا گیا اور سب کی تلاشی شروع ہوئی۔ پولیس والا ایک ایک چیز کو چیک کر رہا تھا حتی کہ وہ قیدیوں کی شلواروں کے نالے کھول کر ہاتھ اندر ڈال کر بھی چیک کر رہا تھا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے خدا مجھے اس انتہائی ذلت آمیز سلوک سے بچا۔ چنانچہ جب میری باری آئی تو اس نے میری جیبوں کو چیک کر کے چھوڑ دیا۔

ہمیں جیل کے اندر داخل کر کے ہماری ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔ پھر ایک دفتر میں نام درج کرانے کے لئے کہا گیا۔ جب میری باری آئی مجھ سے بھی سوال کیا گیا۔ کس جرم میں قید ہوئے ہو اور کیا سزا ملی ہے۔ میں نے بتایا کہ نماز پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہوا اور ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا ملی ہے۔ جیل کا افسر بہت حیران ہوا اور بڑے ادب سے مجھے کہا بیٹھ جائیں۔ مگر میں کھڑا رہا۔ نام وغیرہ درج کرانے کے بعد اس نے مجھے B.2 جیل میں جانے کے لئے کہا اور کہا کہ رات کو سونے کیلئے

کمبل بھی دے دیا جائے گا۔ میں اپنے بلاک میں چلا گیا۔ وضو کیا۔ ایک آدمی نے فوراً میرے لئے چادر بچھا دی اور نماز عصر کے لئے کھڑا ہو گیا۔ خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ اے مولا میں حاضر ہوں۔ تیری رضا پر راضی ہوں تیری راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوں تو مجھے اپنی محبت کی آغوش میں لے لے۔ پندرہ بیس منٹ بعد جب نماز سے فارغ ہوا تو جیل کے چند مکین تعجب سے مجھے دیکھنے لگے اور انہیں میں نے اپنا جرم بتایا تو وہ حکومت اور مولویوں کو کوسنے لگے۔ تھوڑا وقت ہی اور گزرا ہوگا کہ میری رہائی کے آرڈر آگئے۔ جیل کے دروازے سے باہر نکلا تو جماعت کے چند دوست میرے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے چوہدری عبدالحفیظ ایڈووکیٹ اور رانا بشیر احمد ایڈووکیٹ نے بتایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا کہ رہائی تین گھنٹے کے اندر اندر ہو گئی ورنہ عام طور پر ہفتہ دس دن لگ جاتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہمیں فیصلہ کی نقل فوراً مل گئی پھر جب وہ سیشن کورٹ پہنچے تو جج بھی مل گیا جس کو ضمانت کی درخواست دی گئی جج نے کہا کہ میں سماعت کی تاریخ دے دیتا ہوں مگر جب اس کو کیس کی نوعیت بتائی گئی تو اس نے فوراً ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ہی ریڈر کو ہدایت کی کہ آرڈر فوراً ٹائپ کر کے ان کے حوالے کر دو۔ اس طرح شام ۵ بجے سے پہلے پہلے میں جیل سے باہر آ گیا۔ میں اپنے رب کا کس منہ سے شکر ادا کروں کہ اس نے مجھے یہ سعادت بھی بخشی کہ میں بھی اسیران راہ مولا کی صف میں شامل ہو گیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں باوجود احمدیوں پر انتہائی ظلم کے ایک طبقہ میں شرافت موجود ہے جو زندہ ہے اور مسلمان عوام کا دل بولتا ہے کہ احمدی مظلوم ہیں۔

احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ تمام اسیران راہ مولا کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور انہیں ان ظلم و ستم سے نجات دے جو ان پر محض دین کی خاطر ڈھائے جا رہے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ پنکال - ساگر (ناصرات) لجنہ اماء اللہ سورب - لجنہ اماء اللہ پتھوپریم (کیرلہ) لجنہ اماء اللہ کیرنگ - لجنہ اماء اللہ موتی ہاری (بہار) لجنہ اماء اللہ دھوان ساہی - لجنہ اماء اللہ وانیم بلم - لجنہ اماء اللہ سرونیا گاڈل - لجنہ اماء اللہ پنگاڈی لجنہ اماء اللہ بھبنیشور - لجنہ اماء اللہ بنارس لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی - لجنہ اماء اللہ کانپور - لجنہ اماء اللہ ظہیر آباد - لجنہ اماء اللہ ہریتی - جماعت احمدیہ چارکوٹ (راجوری) لجنہ اماء اللہ بنگلور - خدام الاحمدیہ کانپور ملکی (بہار) مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ - خدام الاحمدیہ براز لو کشمیر - لجنہ اماء اللہ کٹک بھبنیشور (لجنہ) پنگاڈی (لجنہ) ساگر - (لجنہ) بنگلور (ناصرات) سورب (ناصرات) مدراس - لجنہ مجلس خدام الاحمدیہ پاری پورہ (تربیتی رپورٹ) رپورٹ جلسہ سیرت النبی ناصرات الاحمدیہ یادگیر - جماعت احمدیہ بھبنیشور - جماعت احمدیہ ساندھن لجنہ اماء اللہ ساندھن - جماعت احمدیہ بھدرک (اڑلیسہ) - جماعت احمدیہ تلاکور (ہریانہ) - جماعت احمدیہ آلانور شہر (کیرلہ) جماعت احمدیہ بمبئی - لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی (اڑلیسہ) لجنہ اماء اللہ محی الدین پور (سونگھڑہ)

ضروری اعلان برائے مبلغین

جملہ مبلغین نظارت دعوت و تبلیغ کی یاد دہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انجمن کا مالی سال ۳۰-۶-۹۰ کو ختم ہو رہا ہے مبلغین اپنے بل سائر دار التبلیغ مئی و جون ۱۹۹۰ء مورخہ ۱۵-۵-۹۰ تک دفتر ہذا میں پہنچا دیں۔ تاخیر سے آئے ہوئے بل نامنظور کر دیئے جائیں گے۔ نیز شہری الاؤنس اور بل سفر خرچ وغیرہ کے بل بھی ساتھ ہی بھجوا دیں۔ نیا مالی سال ۱-۷-۹۰ سے شروع ہوگا

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

یوم مسیح موعود کے موقعہ پر

بھارت کی جماعتوں میں مبارک و پروقار جلسے

قرآن کریم و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت لیکر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کی یاد میں ہر سال اس دن کو یوم مسیح موعود کے طور پر منایا جاتا ہے۔ امسال بھی اس مبارک موقعہ پر بھارت میں بھی اجلاسات منعقد ہوئے اور تفریحی اور ورزشی کھیلوں وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ بہت سی تفصیلی رپورٹیں اس سلسلہ میں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب، خواتین اور بچوں کو اس مبارک دن کی برکات سے نوازے۔ حسب گنجائش بغرض ریکارڈ اور دعا صرف ان جماعتوں کے نام پیش خدمت ہیں۔

(ایڈیٹر)

لجنہ اماء اللہ قادیان - ناصرات الاحمدیہ قادیان - جماعت احمدیہ کوچین مدراس - کرڈاپلی - یادگیر - جمشید پور - کوکنور - جموں - کلکتہ - بھبنیشور - موتی ہاری - موتی بنی ہائینز - شیموگہ - مجلس انصار اللہ ساگر جماعت احمدیہ کیرولائی - غنچہ پاڑا - (وقف جدید) جماعت احمدیہ ساندھن (وقف جدید) کوٹھی سونگھڑہ (لجنہ اماء اللہ) سیراز لو کشمیر (خدام الاحمدیہ) شاہجہانپور (لجنہ اماء اللہ مع یوم والدین) جماعت احمدیہ بیاور راجستھان (وقف جدید) لجنہ و ناصرات شیموگہ - لجنہ و ناصرات یادگیر - شیموگہ (لجنہ) جے پور (لجنہ) - جے پور (ناصرات) لجنہ اماء اللہ سکرا - لجنہ اماء اللہ حصبلی - لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ لجنہ اماء اللہ الانگور، لجنہ اماء اللہ کیرنگ - لجنہ اماء اللہ عثمان آباد - لجنہ اماء اللہ فیض آباد -

---

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

بقیہ صفحہ ۱۲

۲۳ مارچ بروز جمعہ حسب پروگرام یوم مسیح موعود کا جلسہ ۹½ بجے رات منعقد ہوا

مرد و زن اطفال و ناصرات نے بذوق و شوق شرکت فرمائی۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر صدارت یہ اجلاس منعقد ہوا زیر لب قرآنی دعاؤں کے ساتھ محترم امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور فضاء آسمانی اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔

محترم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب قاضی نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ و تفسیر پیش کی۔ نظم مکرم ذو الفقار احمد صاحب نے ترنم سے پڑھی۔ محترم مولوی سید علیم الدین صاحب نے عشق رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر پراثر تقریر کی۔ عزیزم عزیز اللہ نے خوش الحانی سے نظم پیش کی آخر میں صدر اجلاس نے صدارتی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ اقتباس پیش کیا کہ

"میرے زمانہ میں بھی بڑی بڑی مخالفتیں ہوئیں۔ اور میں نے صبر و تحمل اور خدا تعالیٰ کی نصرت سے برداشت کیں۔ میرے بعد آنے والے خلفاء کو میں آگاہ کرتا ہوں کہ ان کے زمانے میں بھی مخالفتیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ ملکوں کے ملک حکومتوں کی حکومتیں اور بڑی سے بڑی شخصیتیں مقابل پر آئیں گی اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"

یہ سب کچھ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو کامیاب داعی الی اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا مقامات یادگیر میں تقریباً چار صد افراد مزید بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ یادگیر میں

صد سالہ جشن تشکر کے عملی پروگراموں کی آخری رپورٹ کا خلاصہ

نمائش ہال کا پُر وقار افتتاح

محترم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی مرسلہ رپورٹ کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد و شمار شکر و احسان ہے کہ تمام دنیا میں صد سالہ جشن تشکر کا سال جماعت احمدیہ نے بڑی ہی عقیدت کے ساتھ منایا اور اللہ تعالیٰ نے اس قادر جماعت کو خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور اس قادر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں جماعت پر نازل ہوئیں کہ مخالفین بھی بڑے متأثر بلکہ حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت مبارک قیادت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

جماعت احمدیہ یادگیر کو بھی حضور انور کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں نہایت روح پرور اور والہانہ انداز میں جشن تشکر منانے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ رپورٹ ہذا ان پروگراموں کی آخری رپورٹ ہے:-

نمائش ہال کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاں دوسرے مشہور مقامات پر حضور انور نے نہایت زیادہ زیب اور نادر الوقوع پُر کشش نمائشوں کے انعقاد کی اجازت مرحمت فرمائی وہاں حضور پُر نور کی نگاہ شفقت یادگیر پر بھی پڑی اور یہاں بھی حضور انور کے ارشادات اور دعاؤں کے طفیل ایک نہایت پُر وقار نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا تھا کہ نمائش ہال اس حد تک پُر کشش ہو کہ غیر ملکی بھی اسے دیکھیں تو اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکیں۔ چنانچہ نمائش ہال کی تعمیر و تزئین کا سلسلہ گذشتہ ڈیڑھ سال سے جاری رہ کر تکمیل کو پہنچا۔ اس اہم ذمہ داری کا بیڑا محترم سیٹھ محمد ذکریا صاحب نے اپنے ذمہ لیا۔ اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا اور مالی قربانی کا بھی آپ نے قابل رشک نمونہ دکھایا اور باوجود علالت طبع کے اس عظیم کام کو پورا کیا۔ آپ ہی نمائش کمیٹی یادگیر کے صدر بھی ہیں۔

نمائش ہال کے افتتاح کروانے کے لئے کسی منسٹر، ایم ایل اے یا کسی دوسری سیاسی شخصیت کو بلانے کا پروگرام تھا مگر جبکہ بنگلور میں اسمبلی سیشن چل رہا تھا انہوں نے معذرت کر دی مجبوراً جماعتی طور پر اس عظیم پروگرام کو منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ میں نمائش ہال کے افتتاح کے روحانی پروگرام کو مرتب کیا گیا۔ اور احباب جماعت میں باقاعدہ تقسیم کار کر کے تفصیلی پروگرام مرتب کئے گئے۔

پوسٹر کے ذریعہ سارا دن نمائش ہال کے افتتاح کی شہر میں تشہیر کی گئی قریب کی اور مضافات کی تمام جماعتوں میں دعوتی کارڈ بھیجے گئے اور مقامی طور پر مشہور اور بارسوخ طبقہ کو بھی بذریعہ کارڈ مدعو کیا گیا۔

نمائش ہال پہنچنے تک ایک پُر وقار جلوس ترتیب دیا گیا۔ ۲۲ مارچ بروز جمعرات جلوس کا اہتمام کیا گیا۔ انصار، خدام، اطفال، لجنات، ناصرات بالترتیب برعایت پردہ جلوس میں صف در صف شریک ہوئے۔ محترم ڈاکٹر محمد عبد الصمد صاحب احمدی امیر جماعت یادگیر کو ایک کھلی جیپ میں سب سے آگے بٹھایا گیا تو مبایعین بھی کثرت سے جلوس اور باقی پروگراموں میں شریک ہوئے۔ اور یہ الٰہی قافلہ خراماں خراماں نمائش ہال کی طرف نعرہ ہائے تکبیر اور دوسرے فلک بوس اسلامی نعروں سے رواں دواں ہوتا رہا

کارواں در کارواں در کارواں

نمائش ہال کا افتتاح محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ نے احباب جماعت کی زیر لب مسنون دعا تسبیح و تحمید کلمہ طیبہ اور درود شریف کے ورد اور یادگیر کی فضاؤں میں گونج رہے اسلامی نعروں کے درمیان کیا۔ یہ ایک مسحور کن پُر کیف نظارہ تھا جو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ نعرہ ہائے تکبیر کی گونج سے سر زمین یادگیر دہل گئی۔ ہر طبقہ فکر بلا امتیاز مذہب و عقیدہ سب کو اس پُر شوکت افتتاح پر مدعو کیا گیا تھا۔ یادگیر کو یہ عظمت ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی مخصوص دعاؤں اور شفقت کے نتیجہ میں حاصل ہوئی۔ الحمد للہ۔ یہ روز مبارک کس سعادت سے پُر تھا کثیر تعداد میں ہندو بھائی بھی موجود تھے۔ اور غیر از جماعت مسلمان بھی۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر نے اس عظیم مجمع سے مختصر خطاب فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اور صدر صد سالہ نمائش کمیٹی یادگیر مکرم سیٹھ محمد ذکریا صاحب کا ذکر اس سے قبل آ چکا ہے۔ موصوف نے نمائش ہال میں کتب کو بہترین انداز سے سجایا اور ہال کو برقی قمقموں سے بقعۂ نور بنا رکھا تھا۔

احباب کرام نمائش ہال کے معائنہ کے بعد سامنے کی ایک قدیم عمارت کے وسیع میدان میں پہنچ گئے۔ خواتین بھی ایک معینہ مقام پر برعایت پردہ اس پروگرام میں شریک ہوئیں۔ یہ عمارت اور میدان حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملکیت ہے جو یادگیر کی جماعت کے بانی ہیں۔ اس موقعہ پر محترم سیٹھ محمد ذکریا صاحب نے یہاں کی مخصوص مٹھائی تیار کروائی تھی جو مرد و زن میں سلیقے کے ساتھ تقسیم کی گئی۔ محترم سیٹھ محمد ذکریا صاحب نے جو اس موقعہ پر مالی اور وقت کی قربانی کا نیک نمونہ قائم کیا ہے موصوف کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے کاروبار میں خاص برکت رکھے۔ آمین

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مہمانوں کے لئے پُر تکلف طعام کا انتظام تھا۔ کھانے اور نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر ۹½ بجے شب ربر فیکٹری یادگیر میں پروگرام کے مطابق صد سالہ جشن تشکر کے آخری اجلاس کا آغاز بعنوان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم محترم امیر جماعت یادگیر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم محترم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ یادگیر نے نہایت خوش الحانی سے کی اور محترم سیٹھ عبد البصیر صاحب احمدی یادگیر نے نظم اچھی آواز سے سنائی۔ بعدہٗ مندرجہ ذیل مقررین نے نہایت پُر مغز تقاریر مندرجہ ذیل عناوین پر بہت اچھے انداز سے پیش کیں۔ سیٹھ منصور احمد صاحب احمدی نے سیرت طیبہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر۔ محترم مولوی سید کلیم الدین صاحب فاضل مبلغ یادگیر نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت محسن اعظم کے عنوان پر دلنشین انداز میں تقاریر پیش کیں بعدہٗ مکرم عبد المنان صاحب سالک قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر نے ایک نظم پیش کی اور پھر مکرم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب قاضی جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پر بڑی پُر جوش تقریر کی۔

آخر میں صدر اجلاس نے ختم نبوت کی حقیقت از روئے قرآن کریم و احادیث نبوی پر بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کے ساتھ اجتماعی دعا پر اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

دوسری اور آخری قسط

یوم مصلح موعود کے موقعہ پر بھارت کی جماعتوں میں مبارک جلسے

۱۔ لجنہ اماء اللہ قادیان ۲۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ اودے پور کٹیا۔ ۳ لجنہ، عثمان آباد ۴۔ لجنہ، ساگر ۵ لجنہ اماء اللہ بھاگلپور ۶۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ ۷۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر ۸۔ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد ۹۔ لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ ۱۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ براز لو کشمیر ۱۱۔ جماعت احمدیہ موتی ہاری بہار ۱۲۔ جماعت احمدیہ کینانور (کیرلہ) وقف جدید ۱۳۔ لجنہ اماء اللہ کانپور ۱۴۔ لجنہ اماء اللہ چارکوٹ (پونچھ) ۱۵۔ لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی ۱۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک ۱۷۔ جماعت احمدیہ گلگنور۔ ۱۸۔ جماعت احمدیہ کوٹھی سونگھڑہ ۱۹۔ جماعت احمدیہ ساندھن ۲۰۔ جماعت احمدیہ پاڑی پورہ ۲۱۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد ۲۲۔ جماعت احمدیہ کلکتہ ۲۳۔ جماعت احمدیہ بھونیشور ۲۴۔ جماعت احمدیہ غنچہ پارہ (وقف جدید) ۲۵۔ ناصرات الاحمدیہ شیموگہ ۲۶۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ کی تبلیغی و تربیتی سہ ماہی رپورٹ اور تحریک جدید کی رپورٹ بھی شامل ہے اور ناصرات کی جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رپورٹ بھی شامل ہے ۲۷۔ لجنہ اماء اللہ بلاری) جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸۔ جماعت احمدیہ بنگال جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (وقف جدید) ۲۹۔ لجنہ اماء اللہ ارکھ پٹنہ۔ ۳۰۔ لجنہ اماء اللہ محی الدین پور (سونگھڑہ) ۳۱۔ لجنہ اماء اللہ کیندرہ پاڑہ۔ ۳۲۔ لجنہ اماء اللہ برہ پورہ ۳۳۔ لجنہ اماء اللہ بھوبنیشور ۳۳۔ لجنہ اماء اللہ چادکوٹ ۳۴۔ لجنہ اماء اللہ میلاپالم ۳۵۔ جماعت احمدیہ ہلدی پدا (وقف جدید) ۳۶۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر جشن تشکر ساتھ ساتھ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جلسہ یوم مسیح موعود اور نمائش ہال کا افتتاح کر کے بڑے عظیم الشان انداز سے جشن منایا۔ لجنہ اماء اللہ بھدرک و ناصرات الاحمدیہ

(ایڈیٹر)

درخواست ہائے دُعا

●۔ محترم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب حیدرآباد مع اہل خانہ کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے ●۔ مکرم محمد صادق صاحب جبر چیرلہ ۲۵/ روپے اعانت بدر میں بھجواتے ہوئے اپنے لئے اپنے اہل و عیال کی روحانی جسمانی ترقیات، چھوٹے بچے کی شفایابی کے لئے۔ ●۔ مکرم یوسف حسین صاحب حیدرآباد سے اپنے داماد محمد عارف صاحب اور بیٹی نصرت اور اپنے اہل خانہ کی روحانی جسمانی ترقی کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خصوصی درخواست دعا

مکرم محمود الزمان صاحب عباسی مقیم فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) کے چھوٹے بیٹے عزیز سید شاہ زمان عباسی سلمہ کے گلے کا ۵/۹ کو آپریشن ہونے والا ہے موصوف صدقہ کے ایک جانور کی رقم قادیان بھجواتے ہوئے عزیز کے آپریشن کی ہر جہت سے کامیابی، بد اثرات سے حفاظت نیز صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر سے عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں

(خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقف جدید قادیان)

ارشاد نبوی

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لا تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائیگا

(محتاج دُعا)

منجانب از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (مہاراشٹر)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الکریم جیولرز

پروپرائیٹر :- سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر :- ۶۲۹۴۴۳

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے

خدمات حاصل کریں

احمدیہ پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر نعیم احمد طاہر۔ احمدیہ چوک قادیان — 143516

AHMAD PROPERTY DEALERS

AHMADIYYA CHAWK QADIAN. 143516.

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

(پیشکش)

یانی پولیمرز، کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبر :- 43-4028, 5137, 5206

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ
کلکتہ-۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA – 700073.
PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI :- 273903.

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زد جام عشق -/۱۰۰ روپے	حبوب مفید اٹھرا -/۴۵ روپے	اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
تریاق معدہ -/۸ -/۱۵	روشن کاجل	حب جدوار -/۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

PHONE :- 279203

THE JANTA,

CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
(درثمین)

AUTOWINGS,

15 - SANTHOME HIGH ROAD,
MADRAS - 600004.
PHONE NO.
76360
74350

آٹو ونگس

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6 - GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400099.
RESI :- 6289389

اِشفعوا تُوجروا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.
DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD.
MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

بدظنی ایک سخت بلا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بدظنی ایک سخت بلا ہے۔ جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش سوزاں خس و خاشاک کو۔ اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے خدا اس کا خود دشمن ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جنگ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اس قدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے لئے بر افروختہ ہوئی۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیت صفحہ ۳۱۷ حاشیہ)

طالبانِ دعا } محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔
پسران مکرم میاں محمد شبیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش:۔

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANORE - 670001, PHONE NO. 4498.

HEAD OFFICE :- P.O. PAYANGADI

(KERALA) PIN. 670303.

PHONE NO. 12.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ۔

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو۔ ٹی وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کے سیل اور سروس

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16-MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001.
تار کا پتہ:۔ "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 5222 - 28 ۔ اور ۔ 1652 - 28

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو!"

(سراج منیر۔ صفحہ ۲۸)

NIR®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!